عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

رمضان المبارک
فضائل وخصوصیات

جلد: ۴۱ | ۵ تا ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ مطابق ۸ تا ۱۵ اپریل ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۱۴

ماہِ رمضان گناہوں سے نجات کا حقیقی ذریعہ

حضرت مولانا
محمد قاسم قاسمیؒ
حیات وخدمات

امّ المؤمنین
حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ
فضائل ومناقب

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

دوسری رکعت میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا

س:......اگر میں چار رکعت فرض یا سنت موکدہ پڑھوں اور دوسری رکعت میں تشہد پڑھنے کے بعد غلطی سے درود شریف پڑھ لوں تو کیا اس صورت میں مجھ پر سجدہ سہو لازم ہوگا؟ اور درود شریف کتنی مقدار پڑھنے پر سجدہ سہو واجب ہوگا؟ اور سنت غیر موکدہ یا نفل نماز اگر چار رکعات پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں تشہد پڑھنے کے بعد کیا درود شریف پڑھنا چاہئے؟ اگر کوئی نہ پڑھے تو کیا اس پر بھی سجدہ سہو واجب ہوگا؟

ج:......چار رکعت فرض یا سنت موکدہ میں قعدہ اولیٰ میں التحیات کے پڑھنے کے بقدر بیٹھنا اور التحیات پڑھنا واجب ہے، اس کے بعد بھولے سے اگر کوئی درود شریف شروع کردے اور ''اللّٰھم صلی علیٰ محمد'' تک پڑھ لے تو اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا، کیونکہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قعدہ اولیٰ میں بیان کردہ حد کو پار کرلیا ہے اور تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے اور قیام میں تاخیر ہوگئی ہے اور یہ محض درود شریف ہی نہیں بلکہ اگر دو مرتبہ التحیات پڑھ لے یا ایک مرتبہ پڑھنے کے بعد بغیر کچھ پڑھے بیٹھا رہے تو بھی سجدہ سہو واجب ہوگا۔ سنت غیر موکدہ اور نفل نماز اگر چار رکعت پڑھیں تو افضل یہ ہے کہ قعدہ اولیٰ میں تشہد پڑھنے کے بعد درود شریف بھی پڑھیں، لیکن اگر کوئی نہ پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں، سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا۔

سفر میں نماز قصر

س:......اگر کوئی شخص سفر کا ارادہ کرلے اور نماز کا وقت داخل ہو جائے لیکن وہ نماز نہ پڑھے، بلکہ سفر شروع کردے تو کیا وہ قصر نماز پڑھے گا یا پوری نماز پڑھے گا؟

ج:......مسافر اگر سفر شرعی کا ارادہ سے نکلے تو اپنے شہر اور اس کے مضافات سے نکلنے کے بعد قصر پڑھے گا خواہ نماز کا وقت سفر شروع کرنے سے پہلے ہی ہوگیا ہو۔ اسی طرح سفر سے واپسی کے وقت شہر یا اس کے مضافات میں داخل ہوتے ہی پوری نماز پڑھے گا خواہ نماز کا وقت سفر میں ہی داخل ہوا ہو۔

تراویح میں قرآن دیکھ کر پڑھنا

س:......کیا تراویح میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا یا امام کو دیکھ کر غلطی بتانا درست ہے؟

ج:......نماز میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنے سے فقہائے احناف کے نزدیک نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اسی طرح اگر مقتدی بھی قرآن کریم میں سے دیکھ کر غلطی بتائے گا تو بھی نماز ٹوٹ جائے گی، کیونکہ یہ تعلیم اور تعلم ہے جو کہ نماز کے باہر کی چیز ہے اور عمل کثیر بھی ہے، جس کی وجہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اس لئے نماز میں دیکھ کر قرآن پڑھنا یا تراویح میں ایسا کرنا اور قرآن کریم کھول کر غلطی بتانا ناجائز ہے، بلکہ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہے۔ غور کیا جائے کہ اگر نماز میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو حفاظ کا کام آسان ہوجائے گا، انہیں قرآن کریم یاد کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی اور مزید حفظ کی ضرورت بھی نہ رہے گی کہ قرآن کریم دیکھ کر ہی تو پڑھنا ہے، اس کا کس قدر نقصان ہوگا، اندازہ سے باہر ہے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ ۵تا۱۲؍رمضان المبارک۱۴۴۳ھ مطابق ۸تا۱۵؍اپریل ۲۰۲۲ء شمارہ:۱۴

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ تعاون کیجئے	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
ماہِ رمضان..... فضائل و خصوصیات	۷	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی
... گناہوں سے نجات کا حقیقی ذریعہ	۱۰	پروفیسر حکیم سیّد عمران فیاض
حضرت مولانا محمد قاسم قاسمی فقیر والی	۱۲	مولانا پروفیسر ظفر اللہ شفیق
ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	۱۵	وعظ: صاحبزادہ طارق محمود رحمہ اللہ
قرآن کریم اور عقیدۂ توحید	۱۹	ڈاکٹر سیّد رضوان علی ندوی
استعمار سے مرعوب گروہ کا کردار	۲۳	مولوی محمد صہیب سمیع
سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس لورالائی وژوب	۲۵	رپورٹ: مولانا محمد عنایت اللہ
مصارف و مسائل زکوٰۃ	۲۷	مفتی عبدالقیوم دین پوری

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کے ساتھ تعاون کیجئے

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور انبیاء و رسل کا سلسلہ خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرما کر تا قیامت کسی نئے نبی کے نہ آنے کا اعلان فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد نبوت کے جھوٹے دعویداروں کا فتنہ نمودار ہونے سے امت کو خبردار فرمایا، آپ کی پیشگوئی کے مطابق آپ کی حیات مبارکہ کے آخری دنوں میں اسود عنسی، مسیلمہ کذاب اور طلیحہ اسدی نے جھوٹے مدعی نبوت ہونے کے دعوے کئے۔ اسود عنسی کو صحابیٔ رسول حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے واصل جہنم کیا، مسیلمہ کذاب کو زبانِ نبوت نے ’’کذاب‘‘ (بہت بڑا جھوٹا) کہہ کر مقامِ نبوت کو داغدار کرنے والوں کی اصلیت آشکارا فرمادی۔ طلیحہ اسدی کی سرکوبی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر روانہ فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے جانشین و خلیفہ سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے یمامہ کا محاذ گرم کیا اور بارہ سو صحابہؓ و تابعینؒ کی شہادتوں نے اس فتنے کے آگے بند باندھا۔ گویا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹے مدعیانِ نبوت کے استیصال کی جو سنت جاری فرما گئے تھے، آپ کے بعد امت نے اسی کام کو آگے بڑھایا اور اس تسلسل میں رخنہ نہیں آنے دیا۔

امت محمدیہ کے اس تسلسل کو برقرار رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ہم مسلمان ہر شے کو اپنے نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے دیکھتے اور پرکھتے ہیں، جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر آپ کو اپنا سب کچھ مانا، وہ مسلمانوں کے سروں کے تاج ہیں اور جو لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہوئے، ان کے لئے مسلمانوں کے دلوں میں رتی برابر رعایت نہیں ہوسکتی۔ اسی جذبۂ صادقہ کے تحت حبشہ کے حضرت بلال، فارس کے حضرت سلمان، روم کے حضرت صہیب (رضی اللہ عنہم اجمعین) مسلمانوں کی محبتوں کے محور بن گئے اور قریش بلکہ بنو ہاشم کے سردار ابولہب اور اس کا گھرانا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف اور دشمن ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی نفرتوں کا شکار ٹھہرا۔ دراصل یہ بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا نتیجہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’افضل الاعمال الحب فی اللّٰہ و البغض فی اللّٰہ ‘‘ ’’تمام اعمال میں افضل عمل یہ ہے کہ کسی سے محبت کرے تو اللہ تعالیٰ کے لئے اور کسی سے نفرت وعداوت کرے تو اللہ تعالیٰ کے لئے۔‘‘ (ابوداؤد) ایک اور روایت میں ارشاد نبوی ہے: ’’من احب للّٰہ و ابغض للّٰہ واعطی للّٰہ ومنع للّٰہ فقد استکمل الایمان ‘‘ ’’جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے نفرت کی اور اللہ کے لئے دیا اور اللہ کے لئے دینے سے رکا تو اس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا۔‘‘ (ابوداؤد) ان فرامین مبارک کے پیش نظر مسلمانوں کی محبت و عقیدت کا مرکز، دائرۂ نبوت کا مرکزی نقطہ ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے، آپ کے اہل بیت اطہار اور اصحاب رسول کرام (رضوان اللہ علیہم

اجمعین) جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر کسی قسم کا سمجھوتا گوارا نہیں کیا، مسلمانوں کو ان سب سے نہ صرف محبت ہے بلکہ اس محبت کو اپنے لئے ذریعہ نجات وذخیرۂ آخرت سمجھتے ہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین مشرکین اور یہود ونصاریٰ خصوصاً جھوٹے مدعیانِ نبوت اور ان کے پیروکاروں سے مسلمانوں کی نفرت اور بغض بھی کمال عروج پر ہے اور اس نفرت کو بھی مسلمان اپنے ایمان کا حصہ اور جزوِ لازم سمجھتے ہیں۔

محبت ونفرت کا یہ معیار اور عقیدت وبغض کا یہ پیمانہ ہر دور میں رہا ہے اور اسی کے تقاضوں کے مطابق مسلمانوں کے روشن ماضی میں فتنۂ انکارِ ختم نبوت کی تاریکی کبھی برداشت نہیں کی گئی اور آفتاب نبوت وماہتاب رسالت کی چمک دمک اور روشنی میں مدعیانِ نبوت کے استیصال کا سفر جاری رہا۔ دورِ حاضر میں فتنۂ قادیانیت انہی سارقانِ نبوت کے ابلیسی لشکر کا وہ حصہ ہے، جس کا مقصد وحیدامت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنا ہے۔ غلام ہندوستان سے مسلمانوں کو جو سب سے بڑا نقصان پہنچا، وہ اسی فتنۂ قادیانیت کی تخم ریزی تھی، اسی ناپاک تخم سے پروان چڑھنے والے مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیلمہ کذاب سے بھی آگے بڑھ کر خود کو نعوذ باللہ ’’محمد رسول اللہ‘‘ کا مصداق ٹھہرایا۔ قادیانیت کے تعاقب میں مرشد الہند حضرت اقدس حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، حجۃ الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، فقیہ الہند حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور ان کی جماعت خصوصاً امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ، امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مجلس احرارِ اسلام، علمائے لدھیانہ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، حضرت اقدس پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ اور ان کے مریدین سے خدا تعالیٰ نے وہ کام لیا جو مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں سیّدنا ابوبکر صدیقؓ اور ان کی جماعت صحابہ کرامؓ وتابعین عظامؒ سے لیا تھا۔ اس فتنے کی سرکوبی کے لئے جہاں حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ اور شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ جیسے قطب وابدال کی جماعت اپنی دور اندیش نگاہوں اور باطنی قوت سے مقابلہ کر رہی تھی تو وہیں دوسری جانب علمائے لدھیانہ کے افراد اور علمائے دیوبند کے حضرات اپنی علمی وتحقیقی کاوشوں سے مرزا غلام احمد قادیانی کی تاویلات وتحریفات کے تاروپود بکھیر رہے تھے، اسی طرح امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ کی قیادت وامارت میں مجلس احرارِ اسلام تحریکی اور جماعتی محاذ پر جلسے، جلوس، تقریروں اور بیانات کے ذریعے سرگرم عمل تھی۔

حضرت امیر شریعتؒ کو علامہ انور شاہ کشمیریؒ جیسے علم وتحقیق کے شناور اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ جیسے سلوک واحسان کے سلطان کا بیک وقت اعتماد حاصل تھا، اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی عبقری شخصیت سے محاذ ختم نبوت پر وہ عظیم الشان کام لیا جو بلاشبہ اس صدی کا تجدیدی کارنامہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، یعنی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ایک مستقل جماعت ’’مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کا قیام۔ یہ جماعت روزِ اول سے ہر قسم کے سیاسی مخمصوں، فروعی گروہوں اور فرقہ وارانہ چپقلش سے بالاتر ہو کر صرف اور صرف خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت کا تحفظ، ناموس رسالت کا دفاع، ختم نبوت کے عقیدے کی بقا اور اس عقیدے پر حملہ آور فتنۂ قادیانیت کے ناسور کی جراحی میں مصروف عمل ہے۔ قیام پاکستان کے صرف دو سال کے اندر جنوری ۱۹۴۹ء میں جنوبی پنجاب کے دل ملتان کی ایک چھوٹی سی مسجد ’’مسجد سراجاں‘‘ میں اس جماعت کی بنیاد رکھی گئی۔ اس جماعت کے بانی وپہلے مرکزی امیر حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ولولہ انگیز قیادت میں اس کارواں نے اپنا سفر شروع کیا، وقتاً فوقتاً خدائی حکم کے تحت سالارِ کارواں آتے رہے۔ ایک کی رحلت کے بعد دوسرا قیادت سنبھالتا رہا، مگر لشکر کے علم کو سرنگوں نہ ہونے دیا، چنانچہ دوسرے امیر مرکزیہ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی شعلہ جوالہ خطابت، تیسرے امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی بلندیٔ فکر اور اعلیٰ دماغی، چوتھے امیر مرکزیہ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کی مناظرانہ صلاحیت، فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ کی ردِ قادیانیت پر ماہرانہ تدریس، پانچویں امیر مرکزیہ محدث العصر حضرت اقدس علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ کی اندرون وبیرون ملک رہبری ورہنمائی، چھٹے امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ، ساتویں امیر مرکزیہ حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، آٹھویں امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر (رحمہم اللہ تعالیٰ)

کی قیادت وسیادت میں اس کارواں نے اپنا ہر قدم کامیابی ہی کی جانب اٹھایا۔ والحمدللّٰہ علیٰ ذلک!

ختم نبوت کی پہلی تحریک ۱۹۵۳ء میں چلی، قائدین سے لے کر کارکنوں تک، کیا مرد وعورت اور بوڑھا و بچہ، بعضوں نے کال کوٹھڑیوں کی قید کاٹی، بعضوں نے ہاتھوں میں لگی ہتھکڑیوں کو چوما، پیروں میں پڑی بیڑیاں پہن کر شان سے چلے، اپنے جسموں سے رستے خون کے قطروں کو جم کر سیاہ ہوتے دیکھا پھر رب تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اسی سیاہی سے ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کا وہ سویرا نکالا، جس کے بعد پاکستان کے آئین کی قبر میں قادیانی ناپاک مردہ گاڑ دیا گیا، مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی، کفار کا منہ کالا ہوا۔ اسلام سر بلند ہوا، کفر وزندقہ سرنگوں ٹھہرا۔ دوسری تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی اس عظیم کامیابی کے بعد ۱۹۸۴ء میں تیسری فتح مسلمانوں کو ملی، جس کے نتیجے میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری ہوا اور قادیانیوں کو شعائر اسلام استعمال کرنے سے روکا گیا، قادیانی سانپوں کا سپیرا مرزا طاہر منہ چھپا کر لندن فرار ہونے پر مجبور ہوا۔ پھر پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کی بحالی ہو یا ۲۰۱۰ء میں تحریک ناموس رسالت، انتخابی فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ دوبارہ شامل کرنا ہو یا حج کے فارم میں حلف نامہ کی بحالی، اقتصادی کونسل سے متعصب قادیانی عاطف میاں کی برطرفی ہو یا پنجاب بھر میں نکاح ناموں میں ختم نبوت کے حلف نامے کی شمولیت، یہ سب کامیابیاں وکامرانیاں قادیانی فتنے کے خلاف امت مسلمہ کی متفقہ اور مسلسل جدوجہد کا نتیجہ ہیں۔

’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ درحقیقت اسلامیانِ پاکستان کے ایمانوں کی سرحدوں پر تعینات اس فوج کا نام ہے جو کسی مسلمان کے ایمان پر حملہ آور قادیانی حملے کو پسپا کرتی اور ناکام بناتی ہے۔ جیسے ہمارے وطن کی جغرافیائی سرحدوں پر تعینات فوج کی ضروریات پوری کرنا ہماری قومی ذمہ داری ہے، ایسے ہی ہماری نظریاتی سرحدوں کی محافظ جماعت کی ضروریات کا خیال رکھنا ہمارا دینی فریضہ ہے۔ کیونکہ یہ خدا منش دیوانے سرکاری خزانوں کی نوازشات سے دور اور حکومتی اعزازات سے بے پرواصرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خاطر قربانیاں دیتے آرہے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت ملک بھر میں بیسیوں دفاتر ومراکز اور مسجدیں و مدرسے قائم ہیں، جن میں پچاسوں مبلغین وعلماء کرام، اساتذہ ومشائخ اور سینکڑوں طلبہ و طالبات خدمت دین میں مصروف عمل ہیں۔ ہمارے مبلغین ملک بھر کے چپے چپے پر جا کر ختم نبوت کا پیغام پہنچاتے ہیں، چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کورس، علماء کرام کے لئے ایک سالہ ردِ قادیانیت کورس، ملک بھر میں مختلف نوعیت کے کورسز، کوئز پروگرام اور تقریری مقابلے منعقد ہوتے ہیں، لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر شائع کر کے مفت تقسیم کیا جاتا ہے، قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرنے والے نومسلموں کی کفالت، عدالتوں میں درج مقدمات کی پیروی، ہفت روزہ ختم نبوت کراچی اور ماہنامہ لولاک ملتان کے ذریعے قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم، دارالتصنیف ولائبریریوں کا قیام، پوری دنیا کے قادیانیوں کو دعوتِ اسلام، یہ اہم اور ضروری مقاصد ہیں جو اس جماعت کے تحت پورے کئے جا رہے ہیں۔ ان کے تمام تر مصارف مسلمانوں کے عطیات، صدقات وزکوٰۃ وغیرہ سے پورے کئے جاتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ امیر مرکزیہ پیر طریقت حضرت اقدس مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی، نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد اور حضرت مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہم کی تمام مسلمانوں سے یہ اپیل ہے کہ رمضان المبارک خیر وبرکت کا مہینا ہم پر سایہ فگن ہے، جس میں ہر نیکی کا اجر کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ اگر ہمارا مال اس ماہ رمضان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بیت المال کو اپنی زکوٰۃ وفطرہ، عطیات وصدقات کی صورت میں مضبوط کرے تو انشاءاللہ! روزِ محشر ہم بھی خدامِ ختم نبوت کی صف میں شامل ہو کر خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے مستحق ٹھہریں گے۔ امید ہے کہ آپ اس اپیل پر بھرپور توجہ دیں گے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں گے! وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

ماہِ رمضان.....فضائل وخصوصیات

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم اور احسانِ عمیم ہے کہ ایک بار پھر ماہ مقدس ہم پر سایہ فگن ہے اور اس کے انوار وبرکات ہماری طرف متوجہ ہیں۔ہم کس زبان اور کن الفاظ سے حق تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اس نے ہمارے دلوں کی بنجر زمین کو سرسبز و شاداب کرنے اور ہماری روحانیت کو جلا وتازگی بخشنے کے لئے ایک بار پھر رحمت و برکت کی گھٹائیں بھیج دیں، جوتیس یوم تک بے حدوحساب ہر مسلمان پر برسیں گی اور ہر شخص اپنی ہمت و استعداد کے مطابق ان سے مستفید ہوگا، کچھ خوش نصیب وہ ہوں گے جو اس آبِ زلال سے بھر پور نفع اٹھائیں گے اور اس کو نعمت عظمیٰ سمجھ کر قدردانی کی بھر پور کوشش کریں گے؛ جبکہ کچھ حرماں نصیب اور تیرہ بخت وہ بھی ہوں گے جو ''چراغ تلے اندھیرا'' کے مصداق اس ربانی بخشش وانعام سے محروم رہیں گے۔

بدبختی وحرماں نصیبی:

جن خوش نصیبوں اور سعادت مندوں نے رمضان المبارک، اس کی رحمتوں، برکتوں اور مقدس ساعتوں کی قدر کی، ان کو کارآمد بنایا، سابقہ غلطیوں پر ندامت وپشیمانی کے ساتھ توبہ کی، آئندہ کے لئے گناہوں سے اجتناب کا عزم مصمم کیا اور نیکیوں پر کمربستہ ہوگئے، بلاشبہ ایسے لوگوں کے لئے رمضان، رحمت کا وسیلہ، مغفرت کا ذریعہ اور جہنم سے آزادی کا پروانہ ہے۔اس کے برعکس جن لوگوں نے نہ اپنی روش بدلی، نہ گناہ چھوڑے، نہ سابقہ گناہوں پر پشیماں ہوئے، نہ توبہ کی اور نہ ہی ان قیمتی لمحات کی قدردانی کی، وہ محروم رہے اور محروم ہی رہیں گے،ان کے لئے اس سے بڑھ کر بدنصیبی اور کیا ہوسکتی ہے کہ آفتابِ نصف النہار اپنی پوری تابانی کے ساتھ جلوہ افروز ہے اور وہ مثلِ بوم اپنے کو اندھا بنائے ہوئے ہیں! کھیت وکھلیان عین تالاب کے کنارے واقع ہیں اور وہ پانی نہ دینے کی قسم کھائے ہوئے ہیں۔ (اللہ پاک ناقدری سے بچائے، آمین)

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کے لئے تشریف لائے اور منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین اور اسی طرح تیسری سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے بھی فرمایا آمین، اس کے بعد آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور جب منبر سے اتر کر نیچے تشریف لائے تو قدرے تجسس کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! آج آپ نے تین بار آمین فرمایا، اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا، آپ کس بات پر آمین فرما رہے تھے؟''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت جبرئیل تشریف لائے تھے، جب میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک وبرباد ہوجائے وہ شخص جو اپنے بوڑھے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو اپنی زندگی میں پائے اور پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوسکے، بلاشبہ اس کے لئے ہلاکت وبربادی ہے؛ اس لئے میں نے آمین کہا۔ جب میں دوسری سیڑھی پر پہنچا تو جبرئیل نے کہا کہ ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا نام نامی لیا جائے اور وہ پھر بھی آپ پر درود نہ بھیجے؛ اس پر میں نے آمین کہا۔ پھر تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو جبرئیل نے کہا کہ ہلاک وبرباد ہوجائے وہ شخص جو رمضان جیسا برکتوں اور رحمتوں والا مہینہ پائے اور پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہو سکے، اس پر بھی میں نے آمین کہا۔'' (رواہ الطبرانی)

اللہ جل شانہ نے ہماری آسانی کے لئے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بعض ایسی ہدایتیں ہمیں عطا فرمائی ہیں جو ہمارے لئے اس روحانی ترقی میں معاون ہیں اور جن پر عمل کے ذریعہ رمضان کی ان ساعتوں کو وصول کرنا مزید آسان ہوجاتا ہے۔

ماہ رمضان، فضائل وخصوصیات:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ماہِ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک اہم خطبہ دیا، جس میں فرمایا: ''لوگو! ایک زبردست اور

بابرکت مہینہ تم پر سایہ فگن ہے، ایسا مہینہ جس میں ایک رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر اور بڑھ کر ہے، اللہ پاک نے اس مبارک مہینہ کے دنوں میں اپنے بندوں پر روزہ فرض کیا ہے اور راتوں میں قیام یعنی تراویح کو سنت قرار دیا ہے اور اس ماہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں اگر کوئی کارِ خیر کرے تو اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا دوسرے دنوں میں فرض کام کرنے پر ملتا ہے، اور فرض کا ثواب دوسرے دنوں کے ستر فرضوں کے برابر ملتا ہے، اور یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے، اور یہ مہینہ غمخواری کا ہے، اور یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق منجانب اللہ بڑھا دیا جاتا ہے، مزید یہ کہ اگر کسی شخص نے کسی روزہ دار کو افطار کرادیا تو اس کو اس روزہ دار کے ثواب میں کمی کئے بغیر اس کے روزہ کا ثواب بھی دیا جاتا ہے، اور یہ عمل افطار کرانے والے کی مغفرتِ ذنوب کا سبب بن جاتا ہے، اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص اس کی استطاعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو کھانا کھلا دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس اجر کی میں خبر دے رہا ہوں وہ اللہ تعالیٰ ایک گھونٹ لسّی یا ایک کھجور؛ بلکہ پانی کے ایک گھونٹ پر بھی عطا فرمادیں گے، اس کے لئے کوئی بڑے اہتمام اور خاص مصارف کی بھی حاجت نہیں، البتہ جس نے کسی روزہ دار کو خوب سیر کرکے کھلایا تو اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے پانی پلائیں گے، جس کے بعد جنت میں داخلہ تک پھر اس کو پیاس نہیں ستائے گی، یہ ایسا مہینہ ہے جس کا ابتدائی حصہ رحمت، درمیانی مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے گلوخلاصی کا ہے؛ جس شخص نے اس ماہ میں اپنے خادموں کا بوجھ ہلکا کردیا اللہ پاک اس کی مغفرت اور جہنم سے نجات کا فیصلہ فرمادیتے ہیں۔" (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ رمضان کی تیاری اور استقبالِ رمضان کے حوالے سے قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کے لئے انتہائی اہم اور موثر پیغام کی حیثیت رکھتا ہے۔ رمضان شریف کی آمد پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ خطبہ سے اس موسم بہار کی درج ذیل خصوصیات واضح ہوتی ہیں:

(۱) اس مہینہ کا عظیم اور بابرکت ہونا۔

(۲) اس میں ایسی رات کا پایا جانا جو شبِ قدر کہلاتی ہے اور جو ایک ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

(۳) روزوں کا اس میں فرض کیا جانا۔

(۴) اس کی راتوں میں ایک زائد خصوصی نماز یعنی تراویح کا مسنون ہونا۔

(۵) نفل کاموں کے اجر کو فرض کے اجر تک اور فرضوں کے اجر کو ستر فرضوں کے اجر تک بڑھایا جانا۔

(۶) ایسے اعمال کا دیا جانا، جن میں صبر کی ضرورت ہوتی ہے اور اس صبر کے ذریعہ جنت کا موعود ہونا۔

(۷) اس میں غربا و فقرا کے تئیں ہم دردی وغم خواری کے جذبہ کا عام کیا جانا۔

(۸) مسلمانوں کی روزی کا بڑھایا جانا۔

(۹) دوسرے روزے داروں کو افطار کرانے پر ان کے ثوابوں میں کمی کئے بغیر افطار کرانے والے کو بھی اتنا ہی ثواب عطا ہونا۔

(۱۰) اس کے ابتدائی، درمیانی اور آخری حصوں کو علی الترتیب باعثِ رحمت، وسیلۂ مغفرت اور جہنم سے نجات کا ذریعہ قرار دیا جانا۔

(۱۱) اپنے خادموں اور نوکروں کے کاموں اور ذمہ داریوں میں تخفیف یعنی کمی کرنے پر مغفرت کا ملنا وغیرہ۔

یہ صرف وہ فضائل و خصوصیات ہیں جو صرف ایک حدیث کی روشنی میں ہمارے سامنے آرہی ہیں، ان کے علاوہ بیسیوں اور حدیثیں فضائلِ رمضان اور اس کی خصوصیات کے بیان پر مشتمل ہیں، ان سب کو سامنے رکھنے اور ان میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ پاک نے اس ماہ کو ترقیِ باطن وتزکیۂ نفس کا موسم بہار بنادیا ہے۔

کرنے کے اہم کام:

ماہ مبارک کی آمد پر اس کے مقام، اس کی عظمت، اس کی فضیلت، اس کے مقصد اور اس کے پیغام کو اپنے ذہن میں تازہ کرلیں؛ تاکہ اس کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھاسکیں اور اس بات کا پختہ ارادہ کرلیں کہ ہم اس ماہ مقدس میں اپنے اندر تقویٰ کی صفت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جو روزہ کا ماحصل اور لب لباب ہے۔ ان معمولات کی تحدید کرلیں جو حقوق اللہ سے متعلق ہیں، ان معمولات کی بھی حد بندی کرلیں جو حقوق العباد سے متعلق ہیں، پھر ان معمولات کی بھی فہرست بنالیں جو رمضان المبارک میں ادا کرنے ہیں، اگر اپنے ساتھ ملازمت وغیرہ کے تقاضے ہیں اور عبادت کے لئے خود کو بالکلیہ فارغ نہیں کرسکتے تو یہ دیکھیں کہ کن کن کاموں کو رمضان کی خاطر چھوڑ سکتے ہیں اور کن کن مصروفیات کو موخر کرسکتے ہیں۔ اگر فہرست نہیں بنا سکتے تو کم از کم ذہن میں ایک خاکہ ضرور تیار کرلیں۔

ماہ رمضان کا یومیہ پروگرام ترتیب دیتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ وقت عبادات میں صرف کرنا ہے، قرآن مجید کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرنا ہے اور فرض کے علاوہ نوافل کا بھی بہ کثرت اہتمام کرنا ہے، اس کے لئے یومیہ پروگرام ترتیب دیں جس میں درج ذیل باتوں کا بہ طور خاص ملحوظ رکھیں:

(الف) تہجد کا اہتمام: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: یا وہ جو مطیع وفرماں بردار ہے رات کے پہر میں سجدہ اور قیام کی حالت میں ہوتا ہے اور اپنے رب سے رحمت کی امید لگاتا ہے۔ (الزمر)

(ب) سحری کھانے کا اہتمام: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سحری کا اہتمام کیا کرو کہ اس میں برکت ہے۔ (متفق علیہ)

(ج) دعا اور اذکار کا اہتمام خاص طور سے اذان اور نماز کے درمیان: اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذان اور نماز کے درمیان کے وقت دعائیں رد نہیں کی جاتیں۔ (متفق علیہ)

(د) فجر کی سنت اور فرض سے فارغ ہونے کے بعد طلوع شمس تک ذکر اور تلاوت قرآن میں مصروف رہنے کا اہتمام: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد طلوع شمس تک اپنے مصلے پر بیٹھے رہتے تھے۔ (مسلم)

ایک جگہ ارشاد نبوی ہے: جو فجر کی نماز کے بعد طلوع شمس تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا پھر دو رکعت نماز ادا کی اس کا اجر ایک مکمل حج اور عمرے کے مانند ہے۔ (ترمذی)

(ہ) دس گیارہ بجے بیدار ہوکر مسائل دین سیکھنے کا اہتمام، بعد ازاں نماز ظہر کی تیاری، ظہر سے فراغت کے بعد تقاضا ہو تو قیلولہ کا اہتمام ورنہ قرآن مجید کی تلاوت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سحری کھا کر روزے پر اور قیلولہ (دوپہر کے وقت سونے) کے ذریعے رات کی نماز پر مدد حاصل کرو۔ (ابن ماجہ)

(و) نماز عصر کی تیاری، پھر اس کے بعد افطار تک دعا میں مشغولی: نماز مغرب اور چھ رکعت صلوٰۃ الاوابین کا اہتمام: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: ''جو شخص نماز مغرب کے بعد چھ رکعات (اوابین کی نماز) پڑھے گا، اور ان کے درمیان کوئی غلط بات زبان سے نہ نکالے گا تو یہ چھ رکعات ثواب میں اس کے لئے بارہ سال کی عبادت کے برابر قرار پائیں گے۔ (ترمذی)

(ز) نماز عشاء اور مہینہ بھر بیس رکعت تراویح کا اہتمام: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں وتر کے علاوہ بیس رکعات پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

نوٹ: اگر صاحب حیثیت ہیں اور خدا نے مال و دولت سے نوازا ہے تو غربا پر مال خرچ کریں، رشتے داروں اور پڑوسیوں کا اپنی وسعت کے مطابق خاص خیال رکھیں اور روزے داروں کو افطار کرانے کا اہتمام کریں، کیوں کہ یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان رحمتوں سے مستفید ہونے کا موقع نصیب فرمائے اور رمضان کے اوقات کی قدردانی کا جذبہ عطا فرمائے! آمین۔

☆☆......................☆☆

دوروزہ تحفظ ختم نبوت کورس، لاہور

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، مجلس کراچی کے رہنما مولانا محمد کلیم اللہ نعمان، امیر یونٹ گلشن راوی مولانا عزیز الرحمٰن نے دوروزہ تحفظ ختم نبوت کورس جامع مسجد زبیر میں لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد اور اساس ہے، اگر عقیدہ ختم نبوت محفوظ ہے تو دین اسلام کے تمام فرائض اور ارکان محفوظ ہیں۔ مسلمان کہتے ہی اس کو ہیں جو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت اور آپ کی ختم نبوت کا عقیدہ رکھتا ہو۔ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی اور اس کے کفریہ عقائد سے عوام الناس کو آگاہ کرنا یہ تمام مسلمانوں کی اہم ذمہ داری ہے۔ علماء کرام، طلبہ اور عوام الناس اپنے علاقوں میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیں اور قادیانیوں کے دجل اور فریب سے مسلمانوں کو بچائیں۔ کورس میں ڈاکٹر عبدالواحد قریشی، مولانا حبیب الرحمٰن ضیاء، مولانا مشہود احمد، قاری سعید الرحمٰن، مجلس گلشن راوی کے اراکین محمد ابراہیم سلیم، محمد عبداللہ، محمد عمران ودیگر بھی موجود تھے۔ علماء کرام نے اپنے لیکچرز میں کہا کہ عقیدہ ختم نبوت قرآن وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے، ہمارے اکابرین نے اس فتنہ کے خلاف جنگ لڑی ہے، اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، قادیانیوں کا ہر میدان میں مقابلہ کرتے رہیں گے۔ دنیا کی کوئی طاقت قادیانیوں کو مسلمانوں کی صفوں میں شامل نہیں کرسکتی۔ آج ضرورت اس بات کی ہے، علماء کرام آگے بڑھتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے ایمان کی حفاظت کریں۔ کورس کے اختتام پر تمام شرکاء کو اعزازی اسناد اور ختم نبوت کے متعلق لٹریچر دیا گیا۔

رمضان المبارک

گناہوں سے نجات کا حقیقی ذریعہ

پروفیسر حکیم سیّد عمران فیاض

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے نزدیک روزہ دار کا بڑا رتبہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے محض اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور خالصتاً ثواب حاصل کرنے کے لئے تو خدائے بزرگ و برتر اس کے تمام گناہ بخش دیں گے۔ انہوں نے فرمایا کہ روزہ دار کے منہ کی بو خدا تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بڑھ کر ہے اور قیامت کے دن روزہ دار کو بے حد ثواب ملے گا، تاکہ تم پرہیزگار بن سکو۔ وہ روزے گنتی کے دن ہیں تو تم سے جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو وہ اتنے روزے اور دنوں میں رکھ کر تعداد پوری کرے اور جنہیں روزے رکھنے کی بالکل طاقت ہی نہ ہو تو وہ روزے کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں اور جو اپنی طرف سے زیادہ نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ روزے اہل ایمان پر فرض ہیں۔ جس طرح نماز کا فریضہ ایمان لانے کے بعد عائد ہوتا ہے ایسے ہی روزہ ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہے۔ یہ بہت قدیم ترین عبادت ہے۔ جس کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ اسی بنا پر حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر آخری کتاب قرآن الحکیم تک ہر آسمانی کتاب اور شریعت میں روزہ کو ایک امتیازی اور بنیادی عبادت کا مقام حاصل ہے۔ رمضان المبارک روحانی وجسمانی گناہوں سے نجات کا بہترین ذریعہ ہے۔

رمضان المبارک کے روزے بے پناہ فضیلت اور عظمت کے حامل ہیں۔ کیونکہ روزہ کے بیشمار دینی فوائد اور رحمتیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی برکات وفیوض کے پیش نظر روزہ رکھنے کی بہت ترغیب دی ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی آمد پر ماہ شعبان کے آخری دن وعظ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! تمہارے پاس نہایت پاک، پُرعظمت اور بابرکت مہینہ تشریف لا رہا ہے، اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں میں نماز (تراویح) پڑھنا سنت قرار دیا ہے۔ جس نے اس میں ایک (نفل) نیکی کی (تو اس کا ثواب اتنا ہے) گویا اس نے کسی دوسرے مہینہ میں ایک فرض ادا کیا اور جس نے ایک فرض ادا کیا (تو اس کا اجر اتنا ہے) جیسے اس نے کسی دوسرے مہینہ میں ستر فرض ادا کئے۔

روزہ داروں کے واسطے قیامت کے دن عرش کے نیچے دسترخوان بچھایا جائے گا اور وہ لوگ بیٹھ کر کھانا کھائیں گے اور دیگر لوگ ابھی حساب ہی میں ہوں گے۔ اس پر وہ کہیں گے کہ یہ لوگ کس طرح کھانا کھا رہے ہیں اور ہم حساب میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان کو جواب ملے گا یہ لوگ دنیا میں روزہ رکھا کرتے تھے اور تم لوگ روزے نہیں رکھتے تھے۔ روزہ دین اسلام کا ایک بڑا اہم رکن ہے اور رمضان المبارک کے روزے ہر مسلمان پر فرض ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان المبارک آ گیا ہے۔ یہ برکت والا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں۔ اس میں آسمان رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، سرکش شیطانوں کو طوق ڈال دیئے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

حضرت سہیل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام الریان ہے۔ اس دروازے میں سے روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ جب وہ داخل ہو چکیں

گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔

ایک صحابیؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں چار کام بہت لازمی ہیں دو کام تو ایسے ہیں جس سے تمہارا پروردگار راضی ہوتا ہے اور دو کام ایسے ہیں جن کے بغیر تم کو چارہ نہیں۔ ان چار میں سے ایک یہ کہ کلمۂ شہادت کا ورد ہے اور دوسرا کثرت سے استغفار کرنا، یہ دونوں عمل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ تیسرا جنت کو طلب کرنا اور چوتھا دوزخ سے پناہ مانگنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں روزے فرض کرنے کا مقصد تقویٰ، پرہیز گاری اور خدا ترسی بیان فرمایا ہے۔

صوفیائے کرامؒ فرماتے ہیں کہ روزہ تین طرح کا ہے۔ اول عوام کا روزہ، دوسرا خواص کا روزہ، تیسرا اخص الخواص کا روزہ۔

ا:... عوام کا روزہ:

طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور مجامعت سے پرہیز کرنا۔ یہ روزہ کا معمولی اور ادنیٰ درجہ ہے۔

۲:... خواص کا روزہ:

کھانے پینے اور جماع سے باز رہنے کے ساتھ ساتھ آنکھ، کان اور زبان الغرض سرتاپا تمام اعضا جسم کو ہر طرح کے گناہوں سے محفوظ رکھنا۔

۳:... اخص الخواص کا روزہ:

مذکورہ تمام خواص کے ساتھ دل و دماغ، تصور خیال کو بھی ہر طرح کے مذموم اور بُرے خیالات سے پاک رکھنا حتیٰ کہ دل میں اللہ کے ماسوائے اور کوئی نہ آئے ایسا روزہ انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین اور مقربین کا ہے۔

روزے کا انسانی صحت پر اثر:

رمضان المبارک درحقیقت جہاں ہم سب کے لئے بہت زیادہ رحمتوں و برکتوں کا مہینہ ہے، وہاں انسانی صحت پر بھی اس کے بڑے مثبت اثرات پڑتے ہیں اور یہ ماہِ مبارک ہم سب کے لئے صحت، تندرستی کا سرچشمہ ہے۔

اس ماہ میں اگر ہم غذا پرہیز پر پوری طرح عمل کریں گے تو ہم اپنے جسم میں موجود بہت سی بیماریوں سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔ روزہ جسمانی نشو و نما، تندرستی کے ساتھ ساتھ بیماریوں کے خلاف قوتِ مدافعت پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اگر ہم سحر و افطاری میں سنت نبوی پر عمل پیرا ہوں تو ہم صحت و توانائی کا بیش بہا خزانہ حاصل کر سکتے ہیں۔

ماہ الصیام میں پرہیز:

اس ماہ مقدس کو آپ اگر تندرست اور صحت مند رہتے ہوئے گزارنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے لازم ہے کہ آپ اپنے جسم کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے سحری و افطاری کے دوران غذا کا استعمال کریں۔ اس لئے تمام قسم کے فاسٹ فوڈز، جنک فوڈز، کولا مشروبات، کو یا تو بالکل استعمال نہ کیا جائے یا انتہائی کم مقدار میں اعتدال پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے استعمال کیا جائے۔

ماہ الصیام میں غذا کا استعمال:

اس ماہ مقدس کے دوران ہمیں اپنی خوراک کا ایک باقاعدہ شیڈول بنانا چاہئے۔ جس میں سحری کے دوران خشک روٹی، دہی، دودھ، سبزی، گوشت، دالیں، پراٹھا، آملیٹ، فرائی انڈا، چائے، قہوہ وغیرہ کو اپنی طبیعت کے مطابق بدل بدل کر استعمال کریں زیادہ تر ہلکی پھلکی اور کیلوریز سے بھرپور غذاؤں کا استعمال کریں۔ اسی طرح دوران افطاری بھی پکوڑے، سموسے، کچوری، شربت، دودھ سوڈا، دہی بھلے، فروٹ چاٹ، چکن، بیف، ویجی ٹیبل رولز، کولا مشروبات، فاسٹ و جنک فوڈز کے بہت زیادہ استعمال سے اجتناب کیا جائے ورنہ بسیار خوری کی بدولت فوڈ پائزننگ سمیت دیگر امراض سے بھی واسطہ پڑ سکتا ہے۔ الامان والحفیظ۔

احتیاطی تدابیر:

روزہ بہت زیادہ فیوض و برکات کا حامل ہے۔ اس ماہ کے دوران اگر ہم کھانے پینے میں احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں تو یقیناً یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ صرف غذا میں احتیاط برتنے سے ہی ہم بہت سی بیماریوں سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم زیادہ مرغن اور بھاری غذاؤں سے مکمل اجتناب برتیں اور ہلکی پھلکی غذا، سحری و افطاری کو اپنا وطیرہ بنالیں تاکہ ہماری صحت رمضان کے مہینہ میں ہی نہیں بلکہ باقی ایام میں بہتر رہے۔

رمضان المبارک نیکی کا سمندر:

رمضان المبارک جہاں نیکیاں سمیٹنے کا سبب بنتا ہے وہیں یہ گناہوں سے نجات کا ذریعہ بھی ہے۔ اس مبارک ماہ میں لوگ مساجد، گھروں، شاہراہوں سمیت دیگر مقامات پر افطار دسترخوانوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی بہت ضروری ہے کہ آپ اپنے قریبی عزیز و اقارب، دوست احباب، ہمسائیوں کے ساتھ ساتھ اپنے ماتحتوں کا بھی خیال کریں اور ایسے افراد کو عزت نفس کے ساتھ اشیائے ضرور یہ فراہم کریں جو کہ کسی کے سامنے اپنا ہاتھ نہیں پھیلا سکتے۔ ☆☆

ولیٔ کامل نمونۂ اسلاف حضرت مولانا محمد قاسم قاسمی رحمۃ اللہ علیہ فقیروالی

حیات وخدمات

مولانا پروفیسر ظفر اللہ شفیق، ایچی سن کالج لاہور

اس فانی اور عارضی دنیا میں روز ازل سے آمد وروانگی کے سلسلے جاری ہیں، ہر چیز اپنی طے شدہ عمر کی ساعتیں گزار کر بالآخر فنا کے گھاٹ اتر جاتی ہے اور ہر ذی روح نے موت کا لازمی جام پینا ہے جس سے کسی کو استثنا نہیں، مگر بعض ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جن کی جدائی اور فراق کو دل جلدی تسلیم نہیں کرتا اور نہ ان کی وفات کا غم بھولتا ہے انہی میں سے ایک شخصیت، حضرت مولانا محمد قاسم قاسمیؒ کی ہے۔

آپ کی ولادت: ۸/ربیع الاول ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۷ء کو عارف باللہ حضرت مولانا فضل محمدؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ چار سال کی عمر میں قرآن مجید کا پہلا سبق اپنے والد محترم حضرت مولانا فضل محمدؒ سے پڑھا جو دارالعلوم دیوبند ہندوستان کے فاضل تھے۔ ۱۹۳۶ء میں جب فقیروالی تشریف لائے تو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور فرمایا اس جگہ ادارہ بنادو، چنانچہ ۲۳/اگست ۱۹۳۷ء کو آپؒ نے شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ اور جید اکابر علماء کرام کی موجودگی میں جامعہ قاسم العلوم فقیروالی کی بنیاد رکھی جو بعد میں عالمی شہرت یافتہ ادارہ بنا جس کے فضلاء اندرون و بیرون ملک میں مختلف مدارس، مساجد، اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

یہ ادارہ دس سال تک دارالعلوم دیوبند کی شاخ رہا اور حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمیؒ اور شیخ الاسلام سیّد حسین احمد مدنیؒ نے اپنی سرپرستی میں لے لیا اور جامعہ میں متعدد مرتبہ تشریف لائے۔ صدر مدرس اور محاسب بھی دارالعلوم دیوبند سے آیا کرتے تھے۔ قیام پاکستان سے قبل اپنے والد محترم مولانا فضل محمدؒ کے ہمراہ دس دن شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے ہاں قیام کیا اور رہبر فارسی کا سبق ان سے پڑھا اور سید اصغر حسین شاہؒ سے بھی سبق پڑھا۔ پہلے سال کا امتحان لینے کے لئے دارالعلوم دیوبند کی طرف سے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک والے ۲۶ تا ۲۹/رجب ۱۳۶۶ھ کو جامعہ قاسم العلوم فقیروالی آئے اور مولانا محمد قاسم قاسمیؒ کا بھی امتحان لیا۔

جب جامعہ ہذا کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ (مدیر الفرقان، ہندوستان) فقیروالی تشریف لائے تو حضرت والد صاحبؒ کو ان سے بھی ابتدائی سبق پڑھنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ جمعہ کے آغاز کے لئے شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علیؒ تشریف لائے۔ ۱۹۵۵ء میں آپ نے دورۂ حدیث جامعہ قاسم العلوم فقیروالی میں ہی کیا اور بخاری شریف حضرت مولانا مفتی فاروق احمد انصاریؒ سے پڑھی جو حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوریؒ صاحب بذل المجہود کے شاگرد تھے۔ حضرت مولانا مفتی فاروق احمد انصاریؒ فرماتے تھے کہ میں نے بچپن میں اپنے والد مکرم مولانا صدیق احمدؒ کے ہمراہ قطب الاقطاب امام اکبر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی زیارت کی تھی۔ چنانچہ اس لحاظ سے بھی حضرت والد صاحب کی علمی سند اور نسبت بڑی بلند پایہ ہوئی اور اسی طرح آپ کے ایک اور استاد حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ رائے پوری صاحبؒ اسیر مالٹا شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے براہ راست شاگرد تھے۔ جس وقت وہ جامعہ قاسم العلوم فقیروالی پڑھانے تشریف لائے وہ نابینا ہوچکے تھے اور آپ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے بانی وسابقہ مہتمم حضرت مولانا حبیب اللہؒ کے والد ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے اور دیگر اساتذہ کی ایک طویل فہرست ہے جس کی تفصیل کا یہ وقت نہیں ہے۔

جامعہ قاسم العلوم فقیروالی میں محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے پندرہ دن قیام فرمایا اور اسی طرح مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے ۱۶ دن قیام کیا اور درس و تدریس سے جامعہ کے در ودیوار اور علاقہ کو منور کیا اور حضرت والد صاحبؒ نے بھی ان عظیم مجالس سے حظ وافر پایا۔

آپ عوام، خواص، علماء کرام، سیاستدانوں، افسران اور حکام بالا کی نظر میں نہایت عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ ہر دلعزیز نہایت بااخلاق، ملنساز، ٹھنڈے مزاج اور بیدار مغز شخصیت کے مالک تھے، آپ نے ضلع بہاولنگر میں قیام امن کے لئے ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔ آپ تحصیل، ضلع و ڈویژن امن کمیٹی کے اہم ارکان میں شمار ہوتے تھے اور علاقے کی سیاست میں آپ کا اہم کردار ہوتا مقامی چیئر مین وہی بنتا جس کو آپ کی حمایت حاصل ہوتی۔ آپ اس وقت پاکستان کی مشہور قدیمی درسگاہ جامعہ قاسم العلوم فقیروالی کے مہتمم تھے آپ کے دور اہتمام میں جامعہ نے ہر اعتبار سے ترقی کے منازل طے کئے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ جامعہ میں ایک وسیع و عریض نہایت ہی خوبصورت جدید و قدیم کا حسین امتزاج لئے ہوئے دو منزلہ لائبریری کی تعمیر ہے، جس میں چالیس ہزار سے زائد کتب قارئین کے مطالعاتی ذوق کو تسکین فراہم کرتی ہیں۔ آپ کا سبق بالخصوص تفسیر میں اسرار رموز کھولنے اور بیان کرنے میں یکتا انداز رکھتے تھے۔

۱۹۵۷ء میں فاضل عربی کا امتحان دیا اور اس سال شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ سے دورۂ تفسیر کیا۔ اور دوسری پوزیشن حاصل کی۔ ۱۹۵۹ء میں آپ کی خداداد صلاحیت کی وجہ سے جامعہ کا ناظم مقرر کیا گیا۔ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے خلاف چلائی گئی تحریک میں آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ میں آپ نے بھرپور کردار ادا کیا۔ تحریک کے دوران ہر روز جلوسوں کی قیادت کرتے رہے۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک کے دوران آپ کی بھرپور کاوشوں اور آپ کی شخصیت کا اعتراف مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری سابق ایم این اے کے بھتیجے اور بریلوی مکتبہ فکر کے اہم ضلعی رہنما مولانا خلیل اشرف صاحب آف ڈونگہ بونگہ ان الفاظ سے کرتے ہیں: ''مولانا محمد قاسم قاسمی نظام مصطفیٰ کے لئے صف اول کے مجاہد، دین ملت کے شیدائی ہیں۔ انہوں نے تحریک کے دوران نہایت جوش و ولولہ سے کام کیا۔ تحریک کے آخری دن تک اتحاد کے لئے ثابت قدم رہے۔ آپ ہر مقام پر صف اول میں نظر آئے۔ آپ کی بے پایاں جانفشانی ناقابل فراموش ہے۔'' (تحریک نظام مصطفیٰ ص ۸۵)

آپ نے ۲۹ مئی ۱۹۷۹ء کو ریسٹ ہاؤس ہارون آباد میں گورنر پنجاب سوار خان کے سامنے برملا اعلان کلمۃ الحق کیا کہ آپ کی حکومت نفاذ اسلام کا نعرہ لگاتی ہے مگر یہ نعرہ سیاسی ہے اور عملی طور پر اس کے نفاذ کے لئے کوششیں اور اقدامات نہ ہونے کے برابر ہیں جس سے محسوس ہوتا ہے کہ آپ اس معاملہ میں مخلص نہیں ہیں۔ چنانچہ اس کی پاداش میں آپ کو دو ماہ کے لئے جیل بھیج دیا گیا۔ مارچ ۱۹۸۰ء میں دارالعلوم دیوبند کے سوسالہ اجلاس میں اپنے والد محترم حضرت مولانا فضل محمدؒ کے ہمراہ دس افراد کے قافلہ کے ساتھ شرکت کی جس میں علاقہ کی مشہور سیاسی وسماجی شخصیت جناب حاجی اشرف الاسلام صاحب کے والد ماجد چوہدری مقبول احمد بھی اس سفر میں ان کے رفیق تھے۔

۲۳/ فروری ۱۹۸۱ء کو آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا فضل محمدؒ صاحب کے انتقال کے بعد آپ کو مجلس شوریٰ نے متفقہ طور پر جامعہ کا مہتمم مقرر کیا۔ ۱۸/ مارچ ۱۹۸۵ء کو بہاول پور سرکٹ ہاؤس میں پاکستان کے وزیراعظم محمد خان جونیجو سے علماء کرام کے ایک وفد کے ہمراہ ملاقات کی اور شریعت بل کے نفاذ کا بھرپور مطالبہ کیا۔ ۳/ جنوری ۱۹۸۷ء کو حضرت مولانا محمد شریف وٹو صاحب کی وفات کے بعد آپ کو جمعیت علمائے اسلام ضلع بہاولنگر کا اتفاق رائے سے امیر چنا گیا۔ ۲۱/ دسمبر ۱۹۹۳ء کو ہارون آباد میں میاں محمد نواز شریف سابق وزیراعظم پاکستان کے انتخابی جلسہ کی صدارت کی۔ ۳۰/ دسمبر ۱۹۹۳ء کو حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ سینیٹر و مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے بیٹے مولانا حامد الحق کی دعوت ولیمہ میں شرکت کی۔ کھانے سے فراغت کے بعد صدر پاکستان جناب محمد فاروق خان لغاری، مولانا کوثر نیازی سے تفصیلی ملاقات کی۔ اللہ پاک نے گفتگو کا ایسا ملکہ اور سلیقہ عطا کیا تھا کہ بڑی سے بڑی بات احسن انداز میں کہہ جاتے اور ہر وفد کی سربراہی کرتے، جمعیت علماء اسلام کی طرف سے آپ کو متعدد بار قومی وصوبائی اسمبلی کا ٹکٹ دیا گیا مگر اپنی علالت اور مصروفیات کی بنا پر آپ الیکشن کے لئے تیار نہ ہوئے۔

۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۴ء میں آپ نے دو مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ جولائی ۱۹۹۷ء میں نواز شریف حکومت میں مہنگائی اور بے روزگاری کے خلاف پریس کانفرنس کی جس پر حکومت نے حق بات کہنے کی پاداش میں تین ماہ کے لئے نظر بند کر دیا، لیکن عدالت نے سات دن کے بعد رہا کر دیا۔

اپریل ۲۰۰۱ء میں دارالعلوم دیوبند کی

ڈیڑھ سو سالہ خدمات کانفرنس منعقدہ پشاور میں شرکت کے لئے ایک سو پچاس افراد پر مشتمل قافلہ کی قیادت کی اور دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب جمعیت علمائے ہند کے سربراہ مولانا سیّد اسعد مدنی و دیگر جید علماء کرام و سیاستدانوں سے ملاقات کی۔ ۲۰۰۲ء میں آپ کو جمعیت علمائے اسلام ضلع بہاولنگر کا سرپرست اور مولانا یوسف قریشی کو امیر منتخب کیا گیا۔ ہر وقت آپ کی توانائیاں جامعہ قاسم العلوم فقیروالی کی تعمیر وترقی پر صرف ہوتی رہی ہیں اور دور دور سے لوگ آپ سے مشورہ اور رہنمائی حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔

۲۰۰۴ء میں جدید جامع مسجد مسعود کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے مولانا قاری محمد سالم قاسمی مہتمم جامعہ دارالعلوم دیوبند وقف تشریف لائے۔ علاقے کے غریب، نادار مریضوں کے علاج کے لئے قاسم العلوم فری ڈسپنسری کا سنگ بنیاد بدست پیر ذوالفقار نقشبندی مجددی آف جھنگ اور افتتاح ۳/مارچ ۱۹۹۸ء کو ڈپٹی کمشنر شجاعت احمد اور ڈی پی او مجیب الرحمٰن اور ڈی ایچ او ڈاکٹر شاہ نواز اور میڈیکل آفیسر ڈاکٹر حفیظ احمد کے ہمراہ کیا۔

’’مولانا قاسم قاسمیؒ کی ختم نبوت کے حوالے سے بہت سی خدمات ہیں جن کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ وہ ضلع کی ایسی شخصیت ہیں، جنہوں نے ہر محاذ پر باطل قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔‘‘ (ہفت روزہ ختم نبوت کراچی، شمارہ ۱۹، صفحہ:۲۵، ۸/اکتوبر ۱۹۹۰ء)

ماہنامہ پرچم فیصل آباد ان الفاظ میں ان کا تذکرہ کرتے ہیں: ’’جامعہ قاسم العلوم فقیروالی کی راجدھانی کے راج دلارا، معلمین اور اساتذہ کے لئے شفیق و مشفق، زیر تربیت طلبہ کی آنکھوں کے لئے ماہ کامل کا نظارا، علاقہ بھر کے لئے دینی ستارہ، بہاروں کی طرح شاداب، پرواز کی مانند خنک تاب معطر اور مہتاب، پہلی ملاقات میں مخاطب کو مسخر کرلینے میں طاق، جامع المکارم الاخلاق، شرک و بدعت کی ظلمتوں میں اجالا، ان سب محاسن کو یک پیکری کا لبادہ اوڑھا دیں تو اس پیکر متناسب الاعضاء کو پکارنے کے لئے محمد قاسم قاسمی کہہ کر بلالیں۔‘‘

(ماہنامہ پرچم فیصل آباد جون وجولائی ۱۹۸۳ء)

آپ نے ساری زندگی عجز وانکساری سے گزاری اور ہر وقت اسلام کی سربلندی اور دین کی اشاعت کے لئے سرگرداں رہے۔ ۲۰۰۴ء میں دل کے بائی پاس آپریشن کے باعث جامعہ کی تمام ذمہ داری اپنے ہونہار لائق و فائق، بے شمار خوبیوں اور صلاحیتوں کے مالک مولانا پیر مسعود قاسم قاسمی کے سپرد کردیں جو اپنے دادا اور والد کے صحیح جانشین اور عکس جمیل ہیں اور خود جامعہ ہذا کے مہتمم اعلیٰ کے عہدہ پر فائز رہے۔

آپ کافی عرصہ سے گردوں کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ ۲۸/جنوری کو بوقت جمعہ کلمہ طیبہ اور قرآن کریم کی یہ آیت: ’’ان اللّٰہ ربی و ربکم فاعبدوہ ھذا صراط المستقیم‘‘ پڑھتے ہوئے، خالق حقیقی سے جا ملے اور ۲۹/جنوری ۲۰۲۲ء کو ہزاروں افراد نے جنازے میں شرکت کی۔ غلہ منڈی اور فقیروالی کے تمام بازار سوگ میں بند کردیئے گئے اور یہ جنازہ بہاولنگر کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا اور کئی دن تک قبر سے خوشبو آتی رہی۔ پسماندگان میں ہزاروں شاگردوں کے ساتھ چار حقیقی بیٹے حافظ محمود قاسم قاسمی، مولانا مسعود قاسم قاسمی، پروفیسر ڈاکٹر غازی عبدالرحمٰن قاسمی، مولانا عبیدالرحمٰن قاسمی اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ الحمدللہ سارے بیٹے اور بیٹیاں عالم اور عالمہ ہیں۔

’’آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے‘‘

☆☆..................☆☆

اکابرین ختم نبوت کے بیانات وتقاریر کا حسین مجموعہ

خطباتِ تحفظ ختم نبوت (دو جلدیں)

مرتب: مولانا محمد رضوان قاسمی

(فاضل: جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی)

☆......محاذ تحفظ ختم نبوت پر سرگرم علماء وطلبہ کے لئے رہنما

☆......کارکنانِ ختم نبوت کے لئے بیش بہا خزانہ

☆......دیدہ زیب ٹائٹل، عمدہ کاغذ، خوبصورت جلد

رعایتی قیمت: صرف 350 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

ملنے کا پتہ:...... مکتبہ فیض القرآن، منظور کالونی، کراچی سیل 0333-8164488

ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

فضائل و مناقب

وعظ: صاحبزادہ طارق محمود رحمۃ اللہ علیہ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاروباری معاملات میں صداقت، امانت، راست بازی اور صفائی معاملہ کی بنا پر لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تجارت میں شرکت کرنا باعث فخر سمجھتے تھے۔ شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نیک شہرت اور نیک نامی کے تذکرے گھر گھر ہونے لگے۔ ایسے میں عرب کی ایک بیوہ مالدار خاتون جو زمانۂ جاہلیت کے باوجود عفت و عصمت کا پیکر تھیں۔ اپنی نسبی شرافت، پاکدامنی اور پاکبازی کی بدولت طاہرہ کے نام سے مشہور ہوئیں۔ یہ بی بی خدیجہؓ تھیں۔ جنہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہوئی تو خدیجۃ الکبریٰ کہلائیں، انہوں نے آپ کی دیانت و امانت کی تعریف سنی تو چاہا کہ آپ میرا مالِ تجارت ملک شام لے جائیں۔ بزرگوں کا کہنا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال قریش کے کل مال کے برابر ہوتا تھا۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیش کش کو قبول فرمالیا۔

سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خدیجہ کے درمیان تجارتی شرائط طے پائیں۔ آخر تجارتی قافلہ کی روانگی کا وقت آ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلا ایسا تجارتی سفر تھا جو آپ اپنے چچا ابوطالب کے بغیر کر رہے تھے۔ حضرت ابوطالب نے اپنے پیارے بھتیجے کو جی بھر کر پیار کیا، پیشانی کو چوما، خالاؤں نے بلائیں لیں، چچیوں نے دعائیں دیں۔ یہ منظر بڑا رقت آمیز تھا، ہر آنکھ اشکوں سے لبریز تھی۔ جونہی آپ کا قافلہ چلا، اشکوں کے پیمانے لبریز ہوکر بہنے لگے۔ تجارتی قافلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت خدیجہ کا غلام میسرہ بھی تھا، جس کے ذمہ یہ ڈیوٹی تھی کہ وہ راستہ بھر خدمت کرے اور ہر طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال رکھے۔

شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا تجارتی قافلہ مختلف منزلیں طے کرتا ہوا بصرہ پہنچا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک سوکھے ہوئے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ قریب ہی ایک نسطورا نامی راہب کی خانقاہ تھی۔ اس نے دیکھا کہ آپ کے بیٹھتے ہی درخت کی شاخیں ہری ہونے لگیں اور سارے درخت کی سوکھی ڈالیاں سرسبز ہوگئیں۔ نسطورا راہب نے اپنا آدمی بھیج کر میسرہ سے پوچھا کہ یہ نوجوان کون ہیں؟ اور کہاں سے آئے ہیں؟ میسرہ نے جواب دیا: یہ نوجوان قریشی ہیں اور حرم کے ہمسایہ ہیں۔ بوڑھے راہب نے میسرہ کو اپنے پاس بلوایا اور پوچھا: اس قریشی کی آنکھیں کیسی ہیں؟ میسرہ نے جواب دیا: ان کی آنکھیں بڑی سیاہ اور دلکش ہیں، البتہ سفید حصے میں سرخ ڈورے ہیں۔ نسطورا راہب نے فضا میں ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا: قسم ہے اس پروردگار عالم کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، یہ نوجوان وہی نبی آخرالزماں ہیں جن کا دنیا کوشدت سے انتظار ہے۔ راہب نے بتایا کہ جس سوکھے درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے ہیں، یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے لے کر اب تک آپ کے سوا اور کوئی نبی نہیں بیٹھا، بعدازاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مال و اسباب کی خرید و فروخت میں مشغول ہوگئے۔ ایک شخص نے آپ سے کسی بات پر جھگڑا کیا اور لات وعزیٰ کی قسم کھانے کو کہا، لیکن سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم تو دور کی بات ہے، میں تو ان کے سامنے سے گزرتا ہوں تو ان سے منہ موڑ لیتا ہوں۔ مجھے لات و عزیٰ سے سخت نفرت ہے۔ نسطورا راہب نے میسرہ کو بتایا کہ اس جوان میں پیغمبرانہ صفات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ یہ باتیں سن کر میسرہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں دلچسپی بڑھ گئی۔ راستہ بھر میں میسرہ نے اعجاز پیغمبر کے جلوے دیکھے۔ اس نے دیکھا کہ سخت دھوپ میں جب دوجہاں کے شہنشاہ چلتے تو ابر کا ایک ٹکڑا ان پر سایہ فگن رہتا۔ تجارت کا مال لے کر آپ خدیجۃ الکبریٰ کے غلام کے ساتھ مصر پہنچے۔ یہاں مال فروخت کرنے سے نفع کئی گنا ملتا تھا۔ خرید و

فروخت کے معاملہ میں مصر کا بازار بہت مشہور ہے، یہاں کبھی حسن یوسفؑ کے جلوے فروخت ہوئے تھے۔ آج صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مال فروخت ہو رہا تھا۔ باہمی مشورہ کے بعد فیصلہ ہوا کہ مال یہاں فروخت کردیا جائے اور حاصل نفع حضرت خدیجہؓ تک پہنچادیا جائے۔

کامیاب کاروباری دورہ کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ واپس تشریف لائے۔ آپ کا قافلہ مکہ کی وادی میں داخل ہوا تو حسن اتفاق سے تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقۂ حیات بننے والی عظیم المرتبت خاتون اپنے بالا خانہ پر کھڑی قافلہ کی آمد کا نظارہ کررہی تھیں۔ انہوں نے مکہ میں پلنے والے پیکرِعزم وہمت، سراپا شرم وحیا اور انبیاء کرام کے سرتاج کو پُرشکوہ انداز میں آتے دیکھا تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ابر کا ایک ٹکڑا سائبان کی طرح ان پر سایہ کئے ان کے اوپر ساتھ ساتھ چلا آرہا ہے۔ قافلہ پلٹ آیا، ہر کوئی خوش تھا لیکن ابو طالب اور بی بی خدیجہ کی خوشی کا کوئی کیا اندازہ کرسکتا تھا، اتنا نفع خدیجہؓ کو اپنے مال پر کبھی نہیں ہوا تھا، جتنا نفع تاجدار ختم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود بابرکت کی بدولت انہیں ہوا۔ میسرہ نے سفر کے تمام واقعات حضرت خدیجہؓ سے بیان کئے۔ حضرت خدیجہؓ آپ کے پیغمبرانہ اخلاق وعادات، راست بازی، ایمانداری، دوست کاری اور وجود کی برکات وانوارات کے واقعات سن کر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی گرویدہ ہوگئیں۔

پاک دامن، باعزت، دولت مند خاتون کو عرب قبیلوں کے سرداروں اور رئیسوں نے نکاح کے پیغامات بھیج رکھے تھے، لیکن اس باحیا خاتون نے حوادث زندگی کے باعث ان تمام کو جواب دے دیا تھا۔ یہ سارا انتظام رحمت خداوندی کررہی تھی، کیونکہ ایک پاکیزہ اور طاہرہ خاتون رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ بننے والی تھی۔ میسرہ کی زبانی اور خود حضرت خدیجہؓ کی آنکھوں نے جو منظر دیکھا تھا، ایک بیوہ کے ویران دل میں تمنا کی کلی کھل اٹھی۔ امیدوں کے چراغ روشن ہوگئے، امید و یاس کے مرحلے ختم ہوئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی کشتِ امید ہری ہونے لگی، ان کی بے کیف زندگی میں بہار آگئی، آخر اپنی سہیلی نفیسہ کی معرفت پیغام نکاح بھیجا۔ ایک وہ وقت کہ مکہ کے رئیس، سردار اور بڑے آپؓ کے خواہشمند تھے اور کہاں یہ وقت کہ عرب کی مالدار خاتون آمنہ کے دریتیم کی خواہشمند تھیں۔ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت حمزہؓ سے مشورہ کیا، انہوں نے خاندان والوں سے مشورہ کیا اور خود جاکر بات پکی کردی۔

اس وقت ہادیٔ برحق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس برس اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس برس تھی۔ یہ وہ حالات وواقعات تھے جس کے سبب حضرت خدیجہؓ اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا اور حضرت خدیجہؓ رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں آئیں۔ کتنی خوش نصیب اور خوش قسمت تھی عرب کی وہ خاتون۔ چشم تصور سے سوچیں کہ خدا کی ساری خدائی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر اور محبوب خدا آج دولہا بن کر خدیجہؓ کے گھر کے آنگن میں ہیں۔ یہ خوشی اور مسرت کا موقع ہوتا ہے۔ تقریبِ نکاح میں عزیز واقارب اور رشتہ داروں کی کثیر تعداد نے شرکت کی، نکاح حضرت ابوطالب نے پڑھوایا۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامیاب تجارتی دورۂ شام کے تین ماہ بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت بی بی خدیجہؓ سے نکاح ہوا۔ نکاح سے قبل حضرت خدیجہؓ نے آمنہؓ کے دریتیم کو شادی کے لئے جو پیغام بھیجا وہ بھی تاریخی نوعیت کا حامل ہے۔

بقول ابن ہشام آپ کے الفاظ یہ تھے:

’’اے فرزند عم! سابقہ قرابت، قومی اعزاز، امانت داری، خوش اخلاقی، راست گوئی کی وجہ سے میں آپ سے عقد کرنے کی خواہش مند ہوں۔‘‘

حضرت خدیجہؓ کے پیغام سے ان کی بصیرت، دور اندیشی اور مردم شناسی کا پتہ چلتا ہے، ان کا پیغام نکاح ان کی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مکہ کی وہ بیوہ جس کے دو شوہر یکے بعد دیگرے اسے داغ مفارقت دے گئے، وہ ان حادثاتِ زندگی کے ہاتھوں مایوس تھیں، لیکن وہ عرب کی ایسی مالدار خاتون تھیں جن کے پاس ناموری، دولت، اخلاق، پاکیزہ جوانی، سلیقہ شعاری اور زندگی کی ہر آسائش موجود تھی۔ حضرت خدیجہؓ نے ایک یتیم کے لئے جو رائے ظاہر کی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نگاہ غربت و امارت پر نہیں، حسن و جوانی پر نہیں، طاقت اور قوت پر نہیں، شان وشوکت پر نہیں، جاہ ومنصب پر نہیں، بلکہ کردار کی بلندیوں پر تھی۔ حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنی سیرت سے متاثر ہوکر دل وجان کے ساتھ محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ صفات کو بیان کرتے ہوئے پیغام نکاح بھیجا:

(۱) آپ کا اور ہمارا خاندان ایک ہے،

(۲) آپ قوم میں باوقار اور باشرف ہیں،

(۳) آپ کی امانتداری قابل رشک ہے،

(۴) آپ کی خوش اخلاقی ضرب المثل ہے،

(۵) آپ کی صداقت قابل فخر ہے۔

سیرت کی کتابوں میں پیغام نکاح سے متعلق دو روایات ہیں، ایک یہ کہ حضرت خدیجہؓ نے اپنی سہیلی کی معرفت پیغام نکاح بھیجا، جب کہ دوسری روایت میں ہے کہ یہ پیغام حضرت خدیجہؓ نے خود دیا۔ حضرت خدیجہؓ کی سہیلی نفیسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئیں اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد کہا: آپ شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حسرت بھری نگاہوں سے فرمایا: مجھ یتیم کے پاس رکھا ہی کیا ہے؟ کہ میں شادی کروں۔ نفیسہ نے کہا: ہاں کرنا آپ کا کام ہے، اس کا بندوبست کرنا میرا کام۔ اگر حسن و جمال بھی ہو اور زر و مال بھی ہو تو کیا آپ قبول فرمائیں گے؟ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے حیرانی سے پوچھا: وہ کون؟ نفیسہ نے عرض کی: خدیجہ بنت خویلد! فرمایا: وہ مجھ سے کیونکر نکاح کریں گی؟ عرض کی: گوہر نے گوہر کو پہچان لیا ہے۔ یہ وہ پس منظر تھا جس کی بدولت نکاح ہوا۔ حضرت خدیجہؓ کا حق مہر مختلف روایات کے مطابق ۲۰ اونٹ، ۴۰۰ دینار یا ۵۰۰ درہم تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلا نکاح تھا، جب کہ حضرت خدیجہؓ کا تیسرا نکاح تھا۔ ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی سب سے پہلے عیسائی عالم ورقہ بن نوفل سے نسبت ہوئی تھی، لیکن بعد میں حالات کے مطابق ورقہ بن نوفل سے بیاہ نہ ہوسکا۔ پہلے خاوند کے انتقال کے بعد دوسرا نکاح آپ نے عتیق بن عایذ سے کیا۔ ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا، اس کا نام بھی ہند تھا۔ اس کی نسبت سے حضرت خدیجہؓ ام ہند کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔ ہند نے اسلام قبول کیا اور سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے، وہ نہایت فصیح و بلیغ تھے۔ سیرت کی کتابوں میں ان کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان ہوا ہے، جو اپنی مثال آپ ہے۔ حضرت ہندؓ حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ جمل میں شریک ہوئے اور شہادت پائی۔

دوسرے شوہر کے انتقال کے بعد اور حوادث زندگی نے حضرت خدیجہؓ کو دل برداشتہ کر دیا۔ برسوں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کے آنگن میں رحمت و برکت، محبت والفت کا دلکش جھونکا بن کر آئے۔ آقائے نامدار کے حرم میں دیگر ازواجِ مطہرات میں حضرت خدیجہؓ کو مثالی مقام حاصل رہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہؓ کو ایک دوسرے سے بے انتہا محبت تھی۔ بظاہر یہ کوئی جوڑ نہ تھا۔ ایک طرف مکہ کی مالدار خاتون تھی، دوسری طرف آمنہ کا دریتیم تھا۔ ادھر ایک ایسی عورت تھی جس کا شباب ماند پڑ چکا تھا، جس کی جوانی ڈھل چکی تھی، دوسری طرف وہ قریشی نوجوان تھا جس کا شباب اٹھتا ہوا آفتاب تھا، جس کی جوانی پھیلتی ہوئی چاندنی تھی۔ ادھر ایک ستم رسیدہ بیوہ تھی، ادھر شبنم سے زیادہ پاک، پھول سے زیادہ لطیف اور خوشبو سے زیادہ معطر انسان تھا، گناہ کا تصور بھی جس کے قریب نہ آیا تھا۔ یہ خدائی فیصلہ تھا۔

ہمارا ایمان اور عقیدہ ہونا چاہئے کہ نبیوں کے نکاح کے فیصلے فرش پر نہیں عرش پر ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے محبوب نبیوں کے لئے نیک اور پاکباز عورتوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر جب منافقین نے بہتان باندھا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس معاملہ میں سخت پریشان رہنے لگے۔ ایک روز دربار نبوی میں جلیل القدر صحابہ کرامؓ کو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب فرمایا اور باری باری ان سے ان کی رائے لی۔ آپ نے حضرت علیؓ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: آپ کو رشتوں کی کمی نہیں، آپ کسی اور عورت سے نکاح کر والیں۔ حضرت عمر فاروقؓ سے جب استفسار کیا گیا تو آپؓ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میرے ماں باپ قربان ہوں، پہلے میرے ایک سوال کا جواب دیں کہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ نکاح آپ نے خود کیا تھا یا کسی کے کہنے پر کیا تھا؟ محبوب خدا نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے فرمایا: یہ نکاح میں نے عرش والے کے حکم پر کیا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا: میرے آقا! تو پھر جس عرش والے کے حکم سے نکاح آپ نے کیا تھا، وہی عرش والا عائشہ صدیقہؓ کی تقدیر کا فیصلہ کرے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام لگا، گواہی بچے نے دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر الزام لگا تو صفائی خود خدا نے دی، کیونکہ یہ مسئلہ خدائی غیرت کا تھا، معلوم ہوا کہ نبی کے نکاح کا فیصلہ فرش پر نہیں عرش پر ہوتا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’خیر نساء ھا مریم و خیر نساء ھا خدیجہ‘‘ اپنے زمانے کی بہترین عورت مریم تھی اور اس زمانہ کی بہترین عورت خدیجہؓ ہے۔ اس میں شک نہیں۔ حضرت خدیجہؓ اپنے دور کی بہترین خاتون تھیں۔ حضرت خدیجہؓ کو کئی بنا پر دیگر ازواج مطہرات میں انفرادیت حاصل ہے:

☆...... حضرت خدیجہؓ جب تک زندہ رہیں سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حیات میں دوسرا نکاح نہیں کیا۔

☆...... جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہؓ سے ازدواجی رفاقت کی مدت پندرہ برس ہے، باہمی محبت و یگانگت کا یہ طویل عرصہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی اور زوجہ محترمہ کو نصیب نہیں ہوا۔

☆...... رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تر اولاد حضرت خدیجہؓ سے ہوئی، جب کہ ماریہ قبطیہؓ سے ایک فرزند ابراہیمؓ ہوئے، لیکن بچپن ہی میں ہی وصال پاگئے۔

☆...... حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا واحد زوجہ محترمہ ہیں، جن کے بطن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد زندہ رہی اور ان سے سلسلۂ نسب آگے چلا۔

☆...... حضرت خدیجہؓ وہ خوش قسمت خاتون ہیں، جنہوں نے اپنے عظیم خاوند کے تاجِ نبوت کا سب سے پہلے نظارہ کیا اور سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔

☆...... ازواج مطہراتؓ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے شوہر کی عظمت اور دین اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی دولت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈھیر کردی۔

حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی دورِ پُرآشوب میں جس کمال ہمتی سے آپ کا ساتھ دیا، ان کی بے مثال رفاقت آمنہؓ کے دریتیم کے دل پر ایسی نقش ہوئی کہ مدتوں بعد بھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کا ذکر ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار ہوجاتیں۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی موجودگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے کے لئے تشریف لائیں، وہ دربار نبوت کے آداب سے بخوبی آشنا تھیں، اس لئے درِ رسالت پر پہنچ کرانہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ ہالہ کی آواز حضرت خدیجہؓ سے بہت مشابہت رکھتی تھی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آواز سنی تو انہیں خدیجہؓ کی آواز کا گمان ہوا، بے اختیار تڑپ اٹھے، آنکھوں میں آنسو آگئے، جب وہ واپس چلی گئیں تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: میرے آقا! خداتعالیٰ نے آپ کو سیرت وصورت کی شاہکار ازواج مطہرات عطا کر رکھی ہیں، پھر آپ بوڑھی خدیجہؓ کو اس طرح کیوں یاد کرتے ہیں؟ جو مدت ہوئی اس دنیا سے وصال کرچکی ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خدیجہؓ ایک عظیم عورت تھی۔ میرے دکھ سکھ کی ساتھی تھی۔ اس نے اس وقت میرا ساتھ دیا، جب لوگوں نے میری تکذیب کی۔ خدیجہؓ نے تصدیق کی۔ لوگوں نے میرا انکار کیا، خدیجہؓ نے میرا اقرار کیا۔ اس نے مصیبت کی ان گھڑیوں میں میرا ساتھ دیا، جب میری راہوں میں کانٹے بچھائے جاتے تھے۔ جب مجھے جادوگر اور شعبدہ باز کہا جاتا تھا، جب مجھ پر خاک پھینکی جاتی تھی۔ خدیجہؓ وہ عورت تھی جس نے نہ صرف میرا بھرپور ساتھ دیا، بلکہ میرے لئے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے۔“

خدیجۃ الکبریٰ وہ عظیم المرتبت خاتون تھیں، جنہوں نے ہر مشکل کی گھڑی میں آپ کا ساتھ دیا وہ ایسی رفیقۂ حیات تھیں، جن کا دل ہر وقت محبوب خدا کی یاد میں دھڑکتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض محبت کا نتیجہ تھا کہ: ”آپ صادق تھے تو خدیجہؓ صادقہ تھیں، آپ امین تھے تو خدیجہؓ امینہ تھیں، آپ طاہر تھے تو خدیجہؓ طاہرہ تھیں۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں حضرت خدیجہؓ کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ آپ کی ساری اولاد حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ہوئی۔ بزرگوں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی تعداد سات بیان کی ہے۔ یعنی تین بیٹے اور چار بیٹیاں حضرت خدیجہؓ سے تولد ہوئیں۔ بعض بزرگوں نے یہ تعداد چھ بیان کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے بیٹے قاسم تھے جو شادی کے دوسرے سال پیدا ہوئے، ان کی نسبت ہی سے آپ ابوالقاسم کنیت فرماتے تھے۔ آپ کو بہت محبوب تھے، لیکن پاؤں پاؤں چلنے لگے تھے کہ فرشتۂ اجل نے آپ سے ان کو چھین لیا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں حضرت قاسم سب سے پہلے پیدا ہوئے اور سب سے پہلے فوت ہوئے۔

بڑی ستم ظریفی کی بات ہے کہ آج کل کی ہماری اولاد کو فلمی ایکٹروں کے نام کے علاوہ ان کے شجرۂ نسب تک زبانی یاد ہیں لیکن امت کے تاجدار، نبیوں کے سردار، آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے نام یاد نہیں۔ گھروں میں اپنی بچیوں اور بچوں کو اپنے پاک پیغمبر ہادیٔ برحق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بچوں کے نام یاد کروائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچوں اور بچیوں کے نام قاسم، عبداللہ، ابراہیم، حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔

(صدائے محراب، ج: اول)

قرآن کریم اور عقیدۂ توحید!

ڈاکٹر سیّد رضوان علی ندوی

ہم سب توحید کے عقیدے پر ہیں لیکن قرآن میں عقیدۂ توحید کو جو اہمیت دی گئی ہے‘ اس سے ہم سب غافل ہیں۔ اسلام عقیدہ اور عمل کا نام ہے‘ وہ عقیدہ جو اللہ تعالیٰ نے مختلف زمانوں میں اپنے انبیأ علیہم السلام کے ذریعے مخلوق کو بھیجا اور عمل وہ عمل ہے جو ان انبیأ علیہم السلام نے اپنی امتوں کو بتایا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو عقیدہ و عمل بتایا‘ اس کی بنیاد قرآن و سنت ہے۔ مسلمان کا عقیدہ تب ہی مکمل ہوتا ہے جب اسے قرآن کریم اور سنت سے واقفیت ہو۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ہر وہ عمل جو قرآن وسنت کے مطابق نہ ہو‘ اللہ کے ہاں اس کی مقبولیت نہیں ہے‘ اس لئے کہ ہمارے نزدیک معیار یا پیمانہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے؟ ہماری ذاتی پسند یا ناپسند اللہ کے ہاں کوئی قیمت نہیں رکھتی۔ اللہ نے اپنا معیار قرآن کے ذریعہ اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ واضح کردیا ہے‘ اس لئے عمل صالح کی یہی تعریف ہے کہ وہ عمل جو اللہ کی مرضی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو‘ اگر ایسا نہیں تو اللہ کے ہاں اس کا کوئی مقام نہیں‘ کفار میں سے یہودی‘ عیسائی‘ ہندو وغیرہ بھی نیک کام کرتے ہیں‘ انہیں ان کاموں کا دنیا میں ہی پھل مل جاتا ہے لیکن اللہ کے ہاں ان کاموں کا کوئی مقام نہیں۔

قرآن نے ہمیں بتایا کہ عقیدۂ توحید پہلی مرتبہ مسلمانوں کو ہی نہیں ملا بلکہ:

”اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی نبی بھیجے‘ ان پر یہ وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میری ہی بندگی کرو۔“ (الانبیأ:۲۵)

یہاں آخری جملہ براہ راست اللہ کی طرف سے خطاب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جتنے بھی نبی آئے‘ سب کا یہی پیغام تھا‘ یعنی ”لا الہ الا اللہ“ اور اب اس کے ساتھ ”محمد رسول اللہ“ کہنا ضروری ہے‘ اس کے بغیر عقیدے کی تکمیل نہیں ہوتی۔

جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو جبل طور سینا میں نبوت عطا کی تو اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا:

”اے موسیٰ! میں ہی اللہ ہوں‘ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے‘ تو تم میری ہی بندگی کرو اور مجھے یاد رکھنے کے لئے نماز قائم کرو۔“ (طٰہٰ:۱۴)

توحید کا اولین مرحلہ تو یہ ہے کہ ہم یہ عقیدہ رکھیں کہ صرف اللہ ہی ہمارا اور اس کائنات کا خالق ہے‘ اس سے بڑھ کر یہ کہ ہم کسی اور کو اس کا شریک نہ سمجھیں

ہمیں قرآن نے یہ بھی بتایا ہے کہ عقیدہ توحید جسے انبیأ کرام علیہم السلام کے ذریعہ بھیجا گیا‘ فطرت انسانی بھی ہے یعنی انسان کی فطرت میں یہ ودیعت کیا گیا ہے‘ اگر کسی بچے کے دماغ پر اس کے خاندانی و معاشرتی اثرات اثر نہ ڈالیں تو وہ یقیناً موحد رہے گا اور اس کے لئے یہ آیت ہے:

”اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنے رخ کو میری بندگی کے لئے یکسو ہوکر موڑ دو کیونکہ یہی وہ فطرت ہے جس کی جانب اللہ نے انسانوں کو مفطور کیا (یعنی ان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے) کہ اللہ کی بندگی کریں‘ سب سے توجہ ہٹا کر‘ اللہ تعالیٰ نے جو تخلیق کیا

ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی، یہی محکم اور صحیح دین ہے لیکن بہت سے لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔'' (الروم:۳۰)

اسی بات کو حدیث نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں فرمایا گیا ہے:

''ہر بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے والدین اسے یہودی بنا دیتے ہیں یا عیسائی بنادیتے ہیں یا مجوسی (آتش پرست) بنادیتے ہیں۔''

اس زمانے میں تین مذاہب معروف تھے لیکن اب ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہندو بھی بنادیتے ہیں، یہ سارے خاندانی اثرات ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے بچہ موحد نہیں بنتا۔ اگر یہ اثرات اس پر نہیں پڑیں تو ہر بچہ موحد ہوگا، ایک مشہور اندلسی فلسفی ابن طفیل نے ایک کتاب لکھی ہے''حی بن یقظان'' اس کتاب میں یہی لکھا ہے کہ مسلمان سوسائٹی میں ایک بچہ پیدا ہوتا ہے، وہ عقیدۂ توحید پر اپنی سوسائٹی کے اثر سے قائم رہتا ہے، اس کے برعکس ایک بچہ جنگل میں پیدا ہوتا ہے، جانوروں میں رہتا ہے، ایک ہرنی اسے اپنا دودھ پلاکر پرورش کرتی ہے جب وہ بچہ باہر معاشرے میں آتا ہے تو پہلے والا بچہ جو فلسفی اور موحد بن گیا اور یہ جس کی پرورش جنگل میں ہوئی، یہ دونوں ایک ہی خیال کے یعنی عقیدۂ توحید پر ہوتے ہیں۔

اس سے پتہ چلا کہ عقیدۂ توحید اول روز سے انسانی فطرت میں ودیعت کردیا گیا، بعد میں عقیدۂ توحید میں اختلاف رونما ہوا جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا:

''شروع میں سارے انسان ایک ہی قوم تھے لیکن بعد کو ان میں اختلاف پیدا ہوگیا۔'' (یونس:۱۹)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مختلف قوموں اور زمانوں میں انبیاء کو بھیجا تاکہ اختلافات ختم کرا دیں اور دوبارہ دین توحید کو عام کریں۔

مذہب اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد ان کی اور ان کی اولاد کی رہنمائی کی لیکن مغربی مادی نقطہ نظر یہ ہے کہ انسان ابتدا میں مظاہر کائنات اور جانوروں کی پرستش کرنے والا تھا، پھر رفتہ رفتہ وہ توحید تک آیا، مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر انسان درجہ بدرجہ ترقی کرتا ہوا یہاں تک پہنچا ہے تو پھر آج وہ مادہ پرست کیوں ہے؟ قدیم انسان اگر جانوروں اور درختوں کی پرستش کرتا تھا تو موجودہ انسان مادے کی پرستش کرتا ہے، یہ نہ تو خدا کا قائل ہے اور نہ ہی آخرت کا قائل ہے۔ صحیح صورت حال یہ ہے کہ ابتدا میں انسان توحید پرست تھا، بعد میں انسان اس عقیدے سے بھٹکتے رہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیأ علیہم السلام آتے رہے اور توحید کا بھولا ہوا درس دیتے رہے، یہاں تک کہ اٹھارھویں صدی کے جرمن مستشرق میکس وہیلر نے بھی لکھا ہے کہ ابتدا میں ہندو مذہب بھی توحید پر تھا اور اس کی دلیل ملتی ہے ارتھ شاستر سے جس میں دیگر غلط باتوں کے علاوہ وہ باتیں بھی ہیں جو قرآن و حدیث میں آئی ہیں۔ ہندوؤں کے یہاں بھی شروع میں وحدانیت تھی، بعد میں انہوں نے بے شمار بت بنالئے اور گمراہ ہوگئے۔

توحید کا اولین مرحلہ تو یہ ہے کہ ہم یہ عقیدہ رکھیں کہ صرف اللہ ہی ہمارا اور اس کائنات کا خالق ہے، اس سے بڑھ کر یہ کہ ہم کسی اور کو اس کا شریک نہ سمجھیں۔ سورۂ عنکبوت میں فرمایا گیا:

''اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب آپ ان سے پوچھیں گے کہ یہ آسمان اور زمین کس نے پیدا کئے ہیں؟ اور یہ سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر کیا ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ یہ سب اللہ ہی نے پیدا کئے ہیں (یہ بات ہے) تو وہ پھر کہاں اوندھے ہوئے جارہے ہیں (یعنی کیوں اٹکل پچو اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کو اس کا شریک بنارہے ہیں)۔'' (عنکبوت:۶۱)

سورۂ مومن میں فرمایا گیا:

''یہ بات کہی گئی ہم سے اور ہمارے آباؤ اجداد سے (کہ مرنے کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا) یہ تو محض پرانی کہانیاں ہیں۔'' (المومنون:۸۳)

اس کے بعد مسلسل چھ آیات (۸۴تا۸۹) میں فرمایا گیا:

''اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان سے کہئے کہ اگر تمہیں معلوم ہے تو بتاؤ کہ یہ زمین اور اس میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے؟ وہ کہیں گے اللہ، تو پھر آپ ان سے کہئے کہ کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے ہو؟''

اس کے بعد فرمایا:

''اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان سے کہئے سات آسمانوں کا اور عرشِ عظیم کا مالک کون ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ اللہ، تو پھر ان سے کہئے کہ ایسے خدا کی نافرمانی سے تم بچتے کیوں نہیں؟ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہئے کس کے ہاتھ میں ہے ہر چیز کی ملکیت (کائنات کی ہر چیز کا حقیقی اور ابدی مالک کون ہے؟) وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے

خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا‘ اگر تم کو معلوم ہے تو بتاؤ وہ کون ہے؟ (اس کے جواب میں) وہ یہی کہیں گے کہ وہ اللہ ہی کی ذات ہے۔ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان سے کہئے پھر تمہاری مت کیوں ماری گئی ہے (کہ اس کی توحید خالص کا اقرار نہیں کرتے)۔“

ان آیات سے معلوم ہوا کہ کفار و مشرکین کا بھی عقیدہ یہی تھا کہ ساری کائنات کا خالق اور مالک اللہ ہے‘ لیکن اس کے باوجود وہ دوسرے بتوں کو اللہ کا شریک کرتے ہیں۔ شریک کیوں کرتے ہیں؟ اس بارے میں وہ کہتے ہیں:

”ہم جو پرستش کرتے ہیں ان بتوں کی (لات‘ عزیٰ‘ منات وغیرہ کی) وہ صرف اس لئے کہ یہ (بت) اپنی سفارش کے ذریعے ہمیں اللہ سے قریب کردیں گے۔“ (زمر:۲۱)

اس سے پتہ چلا کہ کفار کا یہ عقیدہ تھا کہ بت خود کچھ نہیں کرتے‘ لیکن اللہ کے یہاں ہماری سفارش کردیں گے‘ آج ہندو بھی یہی کہتے ہیں اور یہی بات قبر پرست بھی کہتے ہیں کہ ہم انہیں خدا نہیں مانتے بلکہ یہ تو ہمیں اللہ سے قریب کردیتے ہیں‘ ہم تو محض ان کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ یہ غلط بات اور نفس کا فریب ہے‘ اس کے جواب میں فرمایا گیا:

”الیس اللہ بکاف عبدہ.“

(زمر:۳۶)

ترجمہ: ”کیا اللہ اکیلا کافی نہیں‘ اپنے بندے کے لئے (یعنی کیا اللہ کو بھی دنیاوی حکمرانوں کی طرح سمجھ رکھا ہے)۔“

اس بارے میں سورۂ زمر کی ابتدائی تین آیات بہت ہی واضح اور اہم ہیں جن کا ترجمہ ہے:

”اللہ کی طرف سے یہ کتاب نازل ہوئی ہے کہ جو بہت غالب اور بڑی حکمت والا ہے‘ ہم نے یہ کتاب برحق اتاری ہے‘ تو اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی بندگی کرو اپنی بندگی کو اللہ کے لئے خالص کرکے (یعنی صرف عبادت کافی نہیں بلکہ یہ خالص کرکے ہونا چاہئے) یاد رہے کہ بندگی صرف اللہ کے لئے ہے۔“

یعنی اللہ کے سوا زندہ یا مردہ ولی‘ بزرگ‘ پیر وغیرہ سے مرادیں مانگنا اور حاجت روائی کی امید کرنا کسی طرح جائز نہیں‘ یہ بات سورۂ فاتحہ کی آیت (تجھ ہی سے ہم مدد مانگتے ہیں) کے خلاف ہے‘ جسے ہم شب و روز دسیوں مرتبہ نماز میں پڑھتے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں ایک تو جاہل عوام ہیں‘ جنہیں توحید کا صحیح شعور نہیں‘ دوسری طرف وہ پیر ہیں جو سادہ لوح عوام کو دھوکا دے کر لاکھوں‘ کروڑوں روپے کماتے ہیں۔

ان ابتدائی آیات کے بعد اسی سورۂ زمر کی آیات ۱۱تا۱۴ میں دوبارہ توحید خالص کی تائید میں کہا گیا:

”اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! کہہ دیجئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی بندگی کروں‘ خالص اسی کے آگے سر جھکاتے ہوئے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں پہلا مسلمان بنوں۔“

اسی طرح سورۂ بینہ میں فرمایا گیا:

”اور ان کو یہی حکم دیا گیا تھا مگر یہ کہ صرف اللہ کی بندگی کریں‘ خالص اسی کی اطاعت کرتے ہوئے بالکل یکسو ہوکر اور نماز کو قائم کریں‘ زکوٰۃ ادا کریں اور یہی اصل اور پکا دین ہے۔“

ان آیات کی روشنی میں اگر آج ہم اپنے معاشرے کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ بہت سے مشرکانہ افعال معاشرے میں ہورہے ہیں۔ شرک صرف اسی کا نام نہیں کہ انسان کسی بت یا کسی غیر اللہ کے آگے جھکے بلکہ یہ بھی شرک ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی سے امید رکھی جائے کہ وہ ہمیں اولاد دے گا‘ ہماری بگڑی بنائے گا۔

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بہت پیارا مکالمہ ہے‘ جس سے پتہ چلتا ہے کہ اصل دین کیا تھا اور عیسائیوں نے اسے بگاڑ کر کیا کردیا‘ سورۂ مائدہ کی آیات ۱۱۶‘۱۱۷ کے مطابق

شرک صرف اسی کا نام نہیں کہ انسان کسی بت یا کسی غیر اللہ کے آگے جھکے بلکہ یہ بھی شرک ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی سے امید رکھی جائے کہ وہ ہمیں اولاد دے گا‘ ہماری بگڑی بنائے گا

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا:

”اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! وہ وقت یاد کیجئے جب اللہ تعالیٰ‘ عیسیٰ ابن مریم سے فرمائے گا: کیا تم نے یہ بات کہی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو خدا بنالو؟ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے: آپ کی ذات پاک ہے‘ مجھے اس کا اختیار نہ تھا کہ میں وہ بات کہوں جس کا مجھے حق نہیں ہے۔ اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی تو اے اللہ! آپ تو جانتے‘ آپ جانتے ہیں جو میرے دل میں ہے لیکن میں وہ نہیں جانتا جو آپ کے دل میں ہے‘ بے شک آپ غیب کی باتیں جاننے والے ہیں‘ میں نے تو ان سے صرف وہی بات کہی تھی جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا‘ یعنی عبادت کرو اللہ کی جو میرا پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے اور جب تک میں ان میں رہا اے پروردگار! میں ان پر گواہ تھا (حضرت عیسیٰ کی زندگی میں تثلیث کا کہیں وجود نہیں تھا) جب آپ نے مجھے (آسمان پر زندہ) اٹھا لیا‘ اس کے بعد اے اللہ! آپ ان کے نگراں تھے اور آپ کی تو وہ ذات ہے کہ آپ ہر چیز پر قادر رہے ہیں۔“

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے:

”اے پروردگار! اگر آپ ان کو عذاب دیں گے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ ان پر غالب ہیں۔“ (المائدہ:۱۱۸)

عیسائیوں کی طرح یہودی بھی پہلے موحد تھے‘ آج بھی کسی حد تک ان کے ہاں توحید ہے لیکن ان میں ایک گروہ ایسا بھی رہا ہے جو حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتا ہے۔

قرآن مجید کی سورۂ توبہ میں یہودیوں اور عیسائیوں کے بارے میں فرمایا گیا:

”یہودیوں نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائیوں نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے‘ یہ سب ان کے منہ کی باتیں ہیں (اور) یہ ان کی نقل کررہے ہیں جو ان سے پہلے مبتلائے کفر ہوئے‘ اللہ ان کو غارت کرے‘ کہاں اوندھے ہوئے جارہے ہیں۔“

(سورۂ توبہ)

سورۂ نمل کی آیات نمبر ۶۰ تا ۶۵ میں فرمایا گیا:

”کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور آسمان سے تمہارے لئے پانی برسایا‘ پھر اس سے ہم نے تمہارے لئے رونق والے باغات اور چمن اگائے‘ ایسے باغات اور چمن کہ تمہارے لئے ممکن نہ تھا کہ انہیں اگاسکو۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی خدا ہے؟ بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو سیدھے راستے سے ہٹ گئے ہیں‘ کون ہے وہ جس نے زمین کو بنایا قرار کی جگہ اور اس کے اندر سے بہت سی نہریں اور دریا بنائے اور اس میں پہاڑ بنائے اور دو سمندروں (میٹھے اور کھاری) کے درمیان دیوار بنائی۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی خدا ہوسکتا ہے؟ لیکن ان میں بہت سے لوگ جانتے نہیں۔

وہ کون ہے جو مضطر کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے؟ اور پھر اس کی مصیبت دور کرتا ہے اور وہ جو تم کو زمین کا خلیفہ (حکمران) بناتا ہے؟ کیا اللہ کے سوا اور بھی ہے جو یہ کام کرسکتا ہے؟ تم میں سے بہت کم ہیں جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ وہ کون ہے جو تمہاری رہنمائی کرتا ہے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں؟ اور جو ٹھنڈی ہواؤں کو بھیجتا ہے‘ جو خوشخبری لاتی ہیں اس کی رحمت (بارش) کی؟ کیا اللہ کے سوا بھی کوئی اور ہے؟ اللہ تعالیٰ اس بات سے بہت برتر ان معبودوں سے جنہیں وہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ وہ کون ہے جس نے مخلوق کی ابتدا کی (بنایا)؟ اور پھر وہ دوبارہ اس مخلوق کو زمین سے اٹھائے گا (قیامت کے روز)؟ وہ کون ہے جو زمین سے تمہارے لئے رزق عطا کرتا ہے؟ کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی خدا ہوسکتا ہے؟ اگر ہے کوئی تو لاؤ دلیل اگر تم سچے ہو۔“

آخر میں آپ ان قرآنی آیات پر غور فرمائیں اور ہمارا نظام تعلیم دیکھیں۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں جو رزق ملتا ہے‘ جو بارش ہوتی ہے‘ جو درخت اگے ہوئے ہیں‘ یہ سارے اللہ کی طرف سے ہیں‘ ہمارے بچے انگریزی اسکولوں میں اسلامیات کی کتاب بھی پڑھتے ہیں اور سائنس بھی پڑھتے ہیں جس میں یہ پڑھتے ہیں کہ سمندر سے بخارات اٹھتے ہیں‘ جس سے بارش ہوتی ہے اور پھر کھیتی ہوتی ہے‘ ان میں کہیں یہ ذکر نہیں آتا کہ یہ نظام اللہ کا بنایا ہوا ہے‘ اللہ ہی بارش بھیجتا ہے‘ درخت وغلہ اگاتا ہے‘ عقیدۂ توحید اسی وقت پختہ ہوگا جب ہماری سائنس میں بھی اللہ کا ذکر ہو کہ یہ نظام کائنات خود ہی نہیں چل رہا بلکہ اسے جو ہستی چلارہی ہے اس کا نام اللہ ہے۔☆

استعمار سے مرعوب گروہ کا کردار!

مولوی محمد صہیب سمیع، کراچی

عموماً دیکھا گیا ہے کہ جب مملکت اسلامیہ پاکستان میں دینی و مذہبی اجتماعات منعقد ہوتے ہیں جن کی برکت سے ملک میں اللہ کی وحدانیت، رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کی فکر پیدا ہوتی ہے یا جیسے ہی فریضۂ حج کی ادائیگی کے مہینے آتے ہیں اور اس کی برکت سے ملک میں اس کے پُرنور اثرات و برکات اس طرح سے محسوس کیے جاتے ہیں کہ جہاں ایک طرف عازمِ حج دربارِ عالی کی حاضری اور کعبہ مشرفہ کے شوقِ زیارت میں محو اپنے کردہ گناہوں پر نادم و پشیمان ہوتا ہے اور حضورِ قلب سے استغفار کیے جا رہا ہوتا ہے تو وہیں اپنے متعلقین سے ان کے حقوق کے تلف ہونے کی معافی کا بھی خواستگار نظر آرہا ہوتا ہے اور دوسری جانب جاتے حاجیوں کو دیکھتے ہوئے ان کو رخصت کرنے والے عشاق دیدارِ حرم کا سوزِ جگر لیے پُرنم آنکھوں سے اپنی حاضری کی دعائیں اور التجائیں پیش کرتے نظر آتے ہیں، یا جب سنت ابراہیمی کی ادائیگی کے لیے اس ملک میں ایک والہانہ ماحول بنا ہوا ہوتا ہے یا عیدین کی نمازوں کی ادائیگی کے لیے اس ملک کے لاکھوں فرزندانِ اسلام سجدۂ شکر ادا کررہے ہوتے ہیں یا جیسے ہی رمضان المبارک کا پاکیزہ ماحول بن جاتا ہے، ایک طرف رمضان کی راتوں میں تراویح کی صورت میں مسلمان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہیں دوسری طرف پورا دن روزہ اور نماز باجماعت کا اہتمام جس سے ہر شہر، گاؤں، قریہ، قصبہ میں مساجد بھری نظر آتی ہیں، تب ان مواقع پر ایک مخصوص طبقہ ظاہر ہوتا ہے، جسے شاید مسلمانوں کی اجتماعیت سے خوف آتا ہے، اور ان پر مسلمانوں کی ان اجتماعی عبادات سے لرزہ طاری ہو جاتا ہے، مسلمانوں کی اجتماعیت اور مسلمانوں کی عالم گیر عبادت سے خوف زدہ یہ مکار و عیار طبقہ سوشل میڈیا اور عصری تعلیمی اداروں کے ذریعے ڈبیٹ دینے لگتا ہے جس سے مسلمانوں میں اپنی عظیم عالم گیر عبادات کے بارہ میں کدورت پیدا ہو جاتی ہے، دل متوحش ہونے لگتا ہے، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ہیچ سمجھنے لگ جاتا ہے، مسلمان اپنے مسلم معاشرے کو پسماندہ اور دقیانوسی تصور کرنے لگ جاتا ہے۔

یہ زہر مسلمانوں کے ذہنوں میں عین اس وقت گھولا جاتا ہے جب ملک میں ہر سُو کھلی آنکھوں ایمان افروز نظارے پُرمژدہ خزاں رسیدہ دلوں کے لیے بہار بن رہے ہوتے ہیں۔ یہ ایمان کے ڈاکو اور لٹیرے دین کے خلاف مثالیں پیش کرتے ہیں۔ اہلِ ایمان اور کفار کا موازنہ قائم کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اہلِ ایمان کی ان عبادات اور اجتماعات کو ہدف بناتے ہیں، جن عبادات نے ان پر ہیبت اور لرزہ طاری کیا ہوا ہوتا ہے۔ وہ اس وقت عیدین کی نمازوں کو ہدف بناتے ہیں جب جوق در جوق مسلمان ہر گلی کوچہ سے "اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد" کی صدائیں لگاتا اجتماعی طور پر سجدۂ شکر ادا کر رہا ہوتا ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے صدقے ہر امتی پر اپنے نبی کی تعلیمات دوسروں کو پہنچانے کی ذمہ داری کا احساس اجتماعی طور پر پیدا کیا جاتا ہے، تب اس مکار طبقے کے دل میں ہول اٹھنے لگتا ہے۔ اسی طرح جب سلے ہوئے لباس سے بے نیاز دو کپڑوں کا کفن نما لبادہ اوڑھے مستانہ وار "لبیک اللّٰھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک" کے دیوانہ وار واشگاف نعرہ لگا کر اجتماعی طور پر ارکانِ حج ادا کر رہا ہوتا ہے، تب یہ مکار اپنی انگلیاں اپنے غضب سے چبا رہا ہوتا ہے اور پھر اہلِ ایمان کے ایمان لوٹنے کا طریقہ اختیار کرتا ہے اور طریقۂ واردات یہ ہوتا ہے کہ خود ایمان داری کا خوب صورت اور پُرفریب ڈھونگ رچاتا ہے اور اہل ایمان اور کفار کا موازنہ کرتا ہے کہ دیکھو! فلاں فلاں کافر ملک ایمان داری میں پہلے نمبر پر اور ہم پاکستانی حج کرنے میں پہلے نمبر پر اور

ایمان داری میں سب سے نچلے ۱۶۰ویں نمبر پر۔

اسی طرح کی اور مثالیں قائم کرتا ہے کہ فلاں فلاں کافر ملک کا ہر ہر فرد سوفی صد ایمان دار اور ہم پاکستانی لاکھوں کی تعداد میں حج کرنے والے، لاکھوں کی تعداد میں تبلیغ کرنے والے، لاکھوں کی تعداد میں قربانی میں خرچ کرنے والے، لاکھوں کی تعداد میں عیدین کی نماز پڑھنے والے سوفی صد بے ایمان ہیں۔ ان دجالوں اور کذابوں کے خود ساختہ ایمان داری کے جھوٹے اور پُرفریب پیمانے کی وجہ سے کمزور ایمان والوں کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں سے، عبادات اور عابد سے، حج اور حاجی سے، نماز اور نمازی سے، تبلیغ اور تبلیغی جماعت سے کدورت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کے دجل سے دل متوحش ہونے لگتے ہیں، ان کی مکاری سے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ہیچ سمجھنے لگتا ہے، مسلمان اپنے مسلم معاشرے کو پسماندہ اور دقیانوسی متصور کرنے لگتا ہے اور نتیجۃً ایک سادہ لوح مسلمان ان بدبختوں کے غیر محسوس طریقۂ واردات کا شکار ہو کر اسلام کی عظیم تعلیمات کے بارہ میں مشکوک ہو جاتا ہے اور یہ دجال اپنی پُرفریب جھوٹی باتیں اسی طرح پیش کرتا ہے، جیسا کہ منافقین کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ."

(المنافقون:۴)

ترجمہ: "اور جب تو دیکھے ان کو تو اچھے لگیں تجھ کو ان کے ڈیل اور اگر بات کہیں سنیں تو ان کی بات کیسے ہیں جیسے کہ لکڑی لگادی دیوار سے جو کوئی چیخے جانیں ہم ہی پر بلا آئی۔ وہی ہیں دشمن ان سے بچتا رہ۔ گردن مارے ان کی اللہ! کہاں سے پھرے جاتے ہیں۔" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

یہ وہ استعماری طاقتوں سے مرعوب اداروں سوشل اور الیکٹرونک میڈیا کے منظّم استدلالی منہج کے ساتھ عقلی نظری سطح پر مسلم دنیا میں الجزائر سے لے کر انڈونیشیا تک ہمہ گیر پیمانے پر اعتقادی تشکیک، فکری انتشار اور مادیت پرستی کو مسلم معاشرے میں عملاً رواج دینے میں سرگرداں ہیں۔ یہی وجہ ہے ان سے مسلم معاشرے میں کی جانے والی خیر واصلاح ہضم نہیں ہوتیں۔ ☆☆

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس، تقسیم اسناد و دستار بندی، لاہور

لاہور... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ ٹاؤن شپ لاہور کے زیر اہتمام سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس، تقسیم اسناد و دستار بندی جامع مسجد صدیقیہ فاروقیہ ٹاؤن شپ مارکیٹ لاہور میں مجلس لاہور کے نائب امیر پیر میاں محمد رضوان نفیس کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے امیر مولانا نور محمد ہزاروی، مجلس لاہور کے سیکرٹری جنرل مولانا قاری علیم الدین شاکر، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، سرپرست مجلس ٹاؤن شپ مولانا قاری عزیز اللہ، مجلس ٹاؤن شپ کے امیر پیر محمد آصف، بھائی محمد بلال، ختم نبوت رابطہ کمیٹی ٹاؤن شپ کے مولانا مفتی محمد نوید لاہوری، مولانا محمد اسلم، مولانا طیب عثمانی، مولانا مختار الحق ظفر، قاری عبدالستار رحیمی، جامع مسجد منصورہ کے امام قاری وقار احمد چترالی، قاری عبیدالرحمٰن فیض، مولانا محمد عمران نقشبندی، مولانا یونس مدنی، مولانا محمد سعد و دیگر نے شرکت کی اور خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ امت مسلمہ پر فرض ہے، تحفظ ختم نبوت کا کام جنت میں جانے کا شارٹ کٹ راستہ ہے، فتنہ قادیانیت اسلام کا ٹائٹل استعمال کر کے پوری دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے، نسلِ نو کو اس فتنہ کی سرگرمیوں سے آگاہ کرنا بے حد ضروری ہے، نکاح نامہ میں ختم نبوت کا حلف نامہ شامل کرنے سے مسلمان قادیانیوں کی دھوکا دہی سے بچ پائیں گے۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نور محمد ہزاروی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عوام میں شعور بیدار کرنا موجودہ دور کی اہم ترین ضرورت ہے قادیانی آئے روز نت نئے طریقوں سے عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کے ایمانوں کو قادیانیوں کی شرانگیزی اور فتنہ پردازی سے بچانا ہے۔ مولانا عبدالنعیم نے اپنے خطاب میں کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی پُرامن جدوجہد وطن عزیز کی بقا و سلامتی کی ضامن ہے اور ہمارے ایمان کی بنیاد بھی۔ انہوں نے کہا کہ فتنہ ارتداد مرزائیہ اس دور کا سب سے بڑا فتنہ ہے اس کی سرکوبی کے لئے جنگ یمامہ سے لے کر اب تک شہادتوں اور قربانیوں کا لازوال سلسلہ جاری ہے۔ مولانا علیم الدین شاکر نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ وحدت امت کی ضمانت بھی مہیا کرتا ہے تاریخ شاہد ہے کہ امت جب بھی اکٹھی ہوئی تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے عقیدے پر اکٹھی ہوئی اور جان و مال کی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ کیا گیا۔ کانفرنس میں پچیس حفاظ کرام کی دستار بندی بھی کی گئی۔

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس، لورالائی

رپورٹ: مولانا محمد عنایت اللہ

لورالائی..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لورالائی کے زیر اہتمام ۴۵ ویں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس ۲۰/ فروری ۲۰۲۲ء بروز اتوار مرکزی جامع مسجد لورالائی میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے ۱۱ فروری اور ۱۸/فروری کو مقامی سطح پر اجلاس ہوئے، جس کی صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا سیف الرحمٰن مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لورالائی نے کی۔ ان اجلاسوں میں مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ ختم نبوت کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے راقم الحروف (صوبائی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) اور مولانا محمد سرفراز نے لورالائی کے اندر کم و بیش پندرہ بیس مساجد میں بیانات اور اعلانات کے علاوہ مختلف علماء کرام اور مہتمین حضرات سے ملاقاتیں کیں اور مشورے کئے۔

کانفرنس کی پہلی نشست کا آغاز بعد نماز ظہر قاری احسان الحق کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا سیف الرحمٰن مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لورالائی کررہے تھے، اس کے بعد بیانات کا سلسلہ شروع ہوا۔ مولانا محمد قاسم استاذ جامعہ مخزن العلوم، مولانا محمد عاصم مہتمم جامعہ مفتاح العلوم، شیخ الحدیث مولانا نور محمد ناصرالعلوم، مولانا قاری ممتاز احمد نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لورالائی اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے۔

دوسری نشست کا آغاز عصر کی نماز کے بعد قاری کمال الدین کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ نعت رسول فرید اللہ احسان نے پڑھی۔ مولانا محمد حسین ناصر مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کا تفصیلی بیان ہوا۔ انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ قادیانی ایک سازش کے تحت ۱۹۷۳ء کا دستور ختم کرا کر خود کو پھر سے مسلمان تسلیم کرانا چاہتے ہیں۔ حکمران قادیانیوں کی پشت پناہی کررہے ہیں۔ اس بات سے آگاہ رہنا چاہئے کہ قادیانی اسلام اور پاکستان کے لئے یہود سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ شہدائے ختم نبوت نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے ہمیشہ گلشن رسالت کی آبیاری اور ناموس رسالت کا تحفظ کیا۔ بعد نماز مغرب تیسری نشست کا آغاز ہوا، جس میں قاری محمد حنیف نے تلاوت کلام پاک، نعت رسول مقبول مولانا عبدالمصور مبرور نے پڑھی، اس کے بعد مولانا مفتی محمد احمد خان صوبائی ناظم تبلیغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجاہد اسلام مولانا قاری انوار الحسن حقانی رکن مرکزی شوریٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بیانات ہوئے۔ مقررین نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت میں مسلمانوں کی وحدت کا راز ہے۔ دفاع پاکستان کے حوالے سے منکرین ختم نبوت قادیانیوں کو اہم عہدوں سے برطرف کیا جائے، کیونکہ وہ مملکت خداداد پاکستان کے وفادار نہیں۔ اکھنڈ بھارت ان کا مذہبی عقیدہ ہے۔ امت مسلمہ فتنوں میں گھری ہوئی ہے۔ قادیانی گروہ پس پردہ اسلام، مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف خطرناک سازشوں میں مصروف ہے۔ قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ برطانوی سامراج نے مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور جذبۂ جہاد ختم کرنے کے لئے مرزا غلام قادیانی سے نبوت کا دعویٰ کرایا تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کمربستہ ہوجائیں۔ ائمہ و خطباء حضرات نئی نسل کو قادیانی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کریں۔ تحفظ ختم نبوت کانفرنس لورالائی شیخ الحدیث حضرت مولانا سیف الرحمٰن کی رقت آمیز دعا سے اختتام پذیر ہوئی۔ اس کانفرنس میں شب و روز محنت اور لگن سے کام کرنے والے محترم جناب الحاج خواجہ محمد اشرف کی زیرنگرانی ہمارے ساتھی مولانا سرفراز، مولانا محمد رمضان، مولانا محمد قاسم، مولانا محمد ہاشم، مولانا محمد عیسیٰ مجاہد، مفتی بورجان، مولانا عبدالحمید، مولانا امین اللہ، جناب عبدالجبار، مولانا فیض الحق، مولانا ابراہیم، قاری نجیب اللہ اور قاری حمزہ ملوک خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اللہ جل شانہ ان کی کاوشوں کو اور مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں۔ آمین۔ ☆☆

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس، ژوب

رپورٹ: مولانا محمد عنایت اللہ

ژوب..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ژوب کے زیر اہتمام سالانہ عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس ۲۱/ فروری ۲۰۲۲ء بروز پیر مرکزی جامع مسجد ژوب میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے ژوب دفتر میں ۱۲/۱۴/ فروری کو اجلاس ہوئے۔ جس میں مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ راقم الحروف صوبائی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حاجی محمد اکبر، مولانا محمد آدم خان، حافظ شمس العارفین نے ژوب میں مختلف مساجد و مدارس میں بیانات و اعلانات اور مختلف علماء کرام اور مہتممین حضرات سے ملاقاتیں کیں۔

کانفرنس کا آغاز بعد نماز عصر قاری فیض محمد کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ سرپرستی جمعیت علماء اسلام ژوب کے سابق امیر و رہنما مولانا اللہ داد کاکڑ کر رہے تھے، اس کے بعد نعت رسول مقبول قاری محمد نعمان و قاری عزت اللہ نے پڑھی، صوبائی ناظم تبلیغ حضرت مولانا مفتی محمد احمد خان نے عقیدۂ ختم نبوت کی فضیلت واہمیت پر مفصل بیان کیا۔

دوسری نشست بعد نماز مغرب ہوئی قاری عبداللہ کی تلاوت کلام پاک سے آغاز ہوا۔ ہدیۂ نعت قاری عبدالرحمٰن نے پیش کیا، اس کے بعد راقم الحروف نے کانفرنس کی غرض و غایت اور قادیانیوں کے گمراہ کن عقائد و نظریات پر بیان کیا۔ اس موقع پر مولانا محمد حسین ناصر مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کا بھی تفصیلی بیان ہوا۔ انہوں نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت قرآن و حدیث اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ اس کے بعد کسی قسم کی نئی نبوت کی گنجائش نہیں رہتی۔ امت مسلمہ نے چودہ سو سال اس عقیدہ کا تحفظ کیا اور جھوٹے مدعی نبوت کو نیست و نابود کیا۔ جب مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لشکر ترتیب دیا اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت پر فائز ہو کر مسیلمہ کذاب کے خلاف لشکر روانہ کیا۔ انگریز نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی سے نبوت کا دعویٰ کرایا۔ مرزا قادیانی نبوت کا دعویٰ کر کے دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ فتنۂ قادیانیت کے خلاف کفر کا فتویٰ سب سے پہلے لدھیانہ کے علماء کرام نے دیا۔ پوری امت مسلمہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے جو مرزائی اور قادیانی ہیں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ قادیانیوں کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھنا حرام ہے۔ امت مسلمہ نے فتنۂ قادیانیت کے خلاف نوے سال تک جدوجہد کی اور مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے۔ بالآخر امت مسلمہ کا مطالبہ تسلیم کیا گیا اور ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ کانفرنس میں علماء کرام نے تمام مسلمانوں سے اپیل کی کہ عقیدۂ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ فتنۂ قادیانیت کے خلاف میدان میں آ کر اپنی نئی نسل کا ایمان بچائیں، کیونکہ مسلمانوں کے پاس دولت ایمان سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں اور قادیانی شکوک و شبہات پیدا کر کے مسلمانوں کا ایمان لوٹتے ہیں اور مسلمانوں کو مرتد بناتے ہیں۔

استاذ العلماء رہنما جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا اللہ داد کاکڑ مدظلہ کی پُرسوز دعا سے یہ کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

محترم جناب حاجی محمد اکبر صاحب کی نگرانی میں ہمارے ژوب کے ساتھی حافظ شمس العارفین، مولانا آدم خان، مفتی خیالی جان، مولانا حضرت گل، حاجی عبدالعزیز، حاجی سلان شاہ، بھائی عنایت اللہ و دیگر ساتھیوں نے کانفرنس کی کامیابی کے لئے بڑی محنت کی، اللہ تعالیٰ جل مجدہ رفقاء کی اس محنت اور کاوشوں کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائیں۔ آمین۔

☆☆..................☆☆

مفتی عبدالقیوم دین پوری

مصارف ومسائلِ زکوٰۃ

☆......مسلمان فقیر‘ مسکین جو کہ ہاشمی نہ ہو‘ اس کے پاس گزر اوقات کے لئے ضروریاتِ زندگی‘ روٹی‘ مکان اور کپڑے کا انتظام تو ہو‘ لیکن ضرورت کی حد تک نہ ہو اور اس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی مالیت کے بقدر سونا‘ نقد رقم‘ مال تجارت اور ضرورت سے زائد سامان نہ ہو۔

☆......قرض دار آدمی جس کے پاس قرض ادا کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔

☆......وہ نادار نومسلم جن کی دلجوئی کرنا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔

☆......وہ مسافر جس کے پاس ضرورت پوری کرنے کی رقم نہیں اور نہ ہی ضرورت پوری کرنے کے لئے اپنے وطن سے رقم منگوانے کی کوئی صورت ہو۔

☆......غلام آزاد کرنے میں۔

☆......وہ مجاہد جو اپنے فقر و ناداری کی بنا پر جہاد سے رک گیا ہو‘ یا وہ حاجی جس کے اخراجات ختم ہو جانے یا ضائع ہو جانے کی بنا پر حج کرکے واپس نہ آسکتا ہو‘ یا حج کے راستے ہی میں رک گیا ہو۔

☆......زکوٰۃ کے یہ مصارف ہیں‘ اس کے علاوہ کسی اور جگہ زکوٰۃ کی رقم لگانا درست نہیں۔

☆......کسی غیر مسلم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

☆......لہٰذا جن مدارس عربیہ یا جن اداروں‘ انجمنوں اور ٹرسٹوں کے پاس مذکورہ بالا مصارف میں زکوٰۃ‘ فطرہ و دیگر صدقات واجب خرچ کرنے کا انتظام اور اہتمام ہے‘ ان مدارس عربیہ یا اداروں اور انجمنوں میں زکوٰۃ کا جمع کرنا جائز ہوگا۔

☆......جن مدارس‘ اداروں‘ انجمنوں اور ٹرسٹوں کے پاس مذکورہ بالا مصارف میں زکوٰۃ ادا کرنے اور خرچ کرنے کا انتظام اور اہتمام نہیں ہے ان مدارس‘ اداروں اور انجمنوں میں زکوٰۃ‘ صدقہ فطر اور اسی طرح دوسرے صدقات واجبہ کا دینا جائز نہیں‘ اگر کسی نے ایسے اداروں میں زکوٰۃ دی تو اس کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

☆......زکوٰۃ مستحق اور نادار اشخاص و افراد کو اس کا مالک بنا دینے سے ادا ہوتی ہے۔

☆......اس لئے اسکول‘ کالج‘ ہسپتال‘ مساجد‘ پُل‘ سڑک کی تعمیر اور ان رفاہی کاموں میں جہاں پر شخصی تملیک نہیں ہوتی‘ زکوٰۃ دینا جائز نہیں‘ ایسی جگہ زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

☆......زکوٰۃ کی رقم سے مساجد کے ائمہ‘ ملازمین‘ مدارس کے اساتذہ و ملازمین‘ ہسپتالوں کے ڈاکٹر اور دیگر عملہ کی تنخواہ دینا بھی جائز نہیں۔

☆......مستحق مریضوں کو دواؤں‘ ڈاکٹر کی فیس وغیرہ کے لئے انہیں زکوٰۃ کی رقم بھی دی جاسکتی ہے اور زکوٰۃ کی مد میں دوائیاں بھی۔

☆......زکوٰۃ دینے والا زکوۃ کی رقم یا اشیاء اپنے اصول یعنی ماں‘ باپ‘ دادا‘ دادی‘ نانا‘ نانی اور اس سے اوپر والوں کو نہیں دے سکتا‘ اسی طرح اپنے فروع یعنی اولاد‘ اولاد کی اولاد اور اس سے نیچے والوں کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا‘ کیونکہ ان لوگوں کی کفالت‘ جب کہ وہ نادار ہوں‘ زکوٰۃ دینے والے پر واجب ہے اور جس کی کفالت واجب ہو‘ اس کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

☆......اپنے اصول و فروع کے علاوہ دیگر رشتہ داروں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے‘ مثلاً: چچا اور ان کی اولاد اور اس سے نیچے والوں کو‘ بھائی اور بھائی کی اولاد اور اس سے نیچے والوں کو‘ بہن اور اس کی اولاد اور اس سے نیچے والوں کو‘ خالہ اور اس کی اولاد اور اس سے نیچے والوں کو‘ پھوپھی اور اس کی اولاد اور اس سے نیچے والوں کو‘ ماموں اور اس کی اولاد اور اس سے نیچے والوں کو‘ غرض دیگر سب رشتہ داروں کو جب کہ وہ مستحق ہوں‘ زکوٰۃ دی جاسکتی ہے‘ بلکہ رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینے میں اس لحاظ سے زیادہ ثواب ہے کیونکہ اس میں صلہ رحمی پائی جاتی ہے۔

☆......دین اور دینی علوم پڑھنے اور پڑھانے والے مستحق لوگوں کو زکوٰۃ و دیگر صدقات دینے کا سب سے زیادہ ثواب ہے‘ ایک تو مستحق و نادار ہونے کی بنا پر‘ دوسرے دین کی خدمت اور تبلیغ و اشاعت کی بنا پر اور تیسرے تعلیم و تعلّم میں مشغول افراد پر خرچ کرنے سے صدقہ جاریہ کا ثواب ملتا ہے۔

☆......زکوٰۃ کی رقم ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ یا ایک ملک سے دوسرے ملک میں منتقل کرنا بلا کراہت جائز ہے جبکہ دوسرے صوبہ یا دوسرے ملک کے مستحق افراد زیادہ ضرورت مند اور زیادہ محتاج ہوں‘ اس لئے بعض لوگ جو علی الاطلاق دوسرے صوبہ یا دوسرے ملک میں زکوٰۃ کی منتقلی کو مکروہ سمجھتے ہیں‘ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔

☆☆............☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون
شفاعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذریعہ
اللہ رسول محمد
پوری دُنیا میں قادیانیت کا تعاقب
قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدِباب
عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
دفاترِ ختمِ نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
ہفت روزہ ختمِ نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم
اِن تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لیے
زکوٰۃ، فطرہ، صدقات، عطیات
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دیجئے
نوٹ مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔
رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔
اپیل کنندگان
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
امیر مرکزیہ
مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ
حضرت مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری دامت برکاتہم
نائب امیر مرکزیہ
حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب جالندھری
مرکزی ناظمِ اعلیٰ
ترسیل زر کا پتہ
دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان
فون +92-61-4583486, +92-61-4783486
WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019
IBAN # PK068ABPA0010010964680019 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT
Account # 0010010964710018
IBAN # PK45ABPA0010010964710018 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.
رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت، ایم اے جناح روڈ کراچی فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340